ماہنامہ خواتین

ماہنامہ خواتین

محرم الحرام 1447ھ جولائی 2025ء

جلد: 04
شمارہ: 07



ویب ایڈیشن



بے اولادی دور ہو

یَا مَتِیْنُ 41 مرتبہ بعد نمازِ فجر و عشا، یَا حَمِیْدُ بعد نمازِ ظہر و عصر 41 مرتبہ، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بعد نمازِ مغرب 41 بار پڑھئے، بیٹی کی خواہش ہوئی تو بیٹی اور بیٹے کی خواہش ہوئی تو بیٹا پیدا ہو گا ان شاء اللہ الکریم۔ (مراد پوری ہونے تک یہ عمل جاری رکھنا ہے، ہر بار اوّل آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے گا)

(30 روحانی علاج، ص17)



آفات سے بچنے کا وظیفہ

جو کوئی پسندیدہ چیز دیکھ کر مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے تو اسے نظر نقصان نہیں پہنچائے گی۔

(کنز العمال، 3/316، جزء:6، حدیث:17666)



آنکھیں کبھی نہ دُکھیں گی

جو عاشورا کے دن اِثْمد سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی بھی نہ دکھیں گی۔

(شعب الایمان، 3/367، حدیث:3797)



محتاجی سے بچنے کا وظیفہ

جس نے روزانہ 100 مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْن پڑھا وہ محتاجی سے امن پائے گا، اسے قبر میں گھبراہٹ نہ ہو گی اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ (التمہید لابن عبد البر، 2/686 ملتقطاً)

فہرست

حمد و نعت	مناجات و نعت	شعبہ ماہنامہ خواتین	2
قرآن و حدیث			
تفسیرِ قرآنِ کریم	فضول خرچی سے بچو!	محترمہ ام حبیبہ عطاریہ مدنیہ	3
شرحِ حدیث	زندگی کے آخری لمحات کی اہمیت (قسط1)	محترمہ بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ	5
ایمانیات و عبادات			
عبادات	محرم الحرام کی عبادات	محترمہ ام غزالی عطاریہ مدنیہ	7
فیضانِ سیرت			
اخلاقِ نبوی	حضور کی سیدہ عائشہ سے محبت	بنتِ عنایت علی (اول پوزیشن) / بنتِ فضل الحق	11
معجزاتِ انبیا	حضور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (قسط6)	شعبہ ماہنامہ خواتین	13
ازواجِ انبیا	سیدہ زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا	شعبہ ماہنامہ خواتین	16
بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات	یہ کیسا لباس ہے؟	محترمہ اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ	17
فیضانِ بزرگانِ دین			
فیضانِ اعلیٰ حضرت	شرح قصیدۂ معراجیہ	محترمہ بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ	18
فیضانِ امیرِ اہلِ سنت	مدنی مذاکرہ	امیرِ اہلِ سنت	20
اسلام اور عورت			
	سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے کیسے بچیں؟	محترمہ ام میلاد عطاریہ	22
علم نور ہے			
حصولِ علمِ دین کی رکاوٹیں	بری عادتیں (قسط11)	محترمہ بنتِ افضل عطاریہ مدنیہ	24
دار الافتاء اہلسنت			
دار الافتاء اہلِ سنت		مفتی فضیل رضا عطاری	26
اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل		مفتی فضیل رضا عطاری	28
رسم و رواج			
میت کی رسومات (قسط1)		محترمہ بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ	29
اخلاقیات			
جنت میں لے جانے والے اعمال	ہمدردی	ام انس عطاریہ	31
جہنم میں لے جانے والے اعمال	خود غرضی	ہمشیرہ حنظلہ صابر (اول پوزیشن) / بنتِ محمد اشرف عطاریہ	33
فیضانِ دعوتِ اسلامی			
پیغام بنتِ عطار	63 نیک اعمال (نیک عمل نمبر 32)	بنتِ عطار باجی	35
نئی لکھاری	طلاق کے خاندان پر اثرات	بنتِ سید ساجد علی (اول پوزیشن) / بنتِ محمد عمران مدنیہ	37
تاثرات و سفارشات		محترمہ ام غزالی عطاریہ مدنیہ	40

چیف ایڈیٹر
مولانا ابو الابصار قادری

سینئر معاون
مولانا ابوزین العابدین عطاری مدنی

ڈیزائنر
ابوابرار اجمیری

شرعی تحقیق: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی
(دار الافتاء اہلِ سنت دعوتِ اسلامی)

اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریراً) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے:
mahnamahkhawateen@dawateislami.net
صرف اسلامی بہنیں: +923486422931
پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین، مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ دعوتِ اسلامی





مناجات ونعت

مناجات

یا اللہ مِری جھولی بھردے

تُونے مجھ کو حج پہ بلایا، یااللہ مِری جھولی بھردے
گردِ کعبہ خوب پھرایا، یااللہ مِری جھولی بھردے

مولیٰ مجھ کو نیک بنادے، اپنی اُلفت دل میں بسادے
بَہرِ صَفا اور بَہرِ مَروہ، یااللہ مِری جھولی بھردے

واسِطہ نبیوں کے سرور کا، واسِطہ صِدّیق اور عُمَر کا
واسِطہ عثمان و حیدر کا، یااللہ مِری جھولی بھردے

میں ہوں بندہ تُو ہے مولیٰ، تُو ہے قادِر میں ناکارہ
میں منگتا تُو دینے والا، یااللہ مِری جھولی بھردے

دے حُسنِ اَخلاق کی دولت، کردے عطا اِخلاص کی نعمت
مجھ کو خزانہ دے تَقویٰ کا، یااللہ مِری جھولی بھردے

بخش دے میری ساری خطائیں، کھول دے مجھ پر اپنی عطائیں
برسادے رَحمت کی برکھا، یااللہ مِری جھولی بھردے

جنّت میں آقا کا پڑوسی، بن جائے عطّار الٰہی
مولیٰ از پئے قُطبِ مدینہ، یااللہ مِری جھولی بھردے

از: امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ

وسائلِ بخشش، ص 121

نعت

اَفلاک سے اونچا ہے ایوان محمد کا

اَفلاک سے اونچا ہے ایوان محمد کا
مخلوقِ الٰہی ہے سامان محمد کا

پاتے ہیں سبھی صدقہ اُن کے درِ اَقدس سے
ہر ذَرّۂ عالَم ہے مہمان محمد کا

ہوتی ہے ہر اک نعمت تقسیم مدینے سے
کونین میں جاری ہے فیضان محمد کا

دیتے ہیں مَلَک پہرہ سرکار کے روضے پر
جبریلِ مُعظَّم ہے دَربان محمد کا

دنیا کی سبھی باتیں مٹ جائیں مرے دل سے
ہو وِردِ زباں کلمہ ہر آن محمد کا

جب مَدح و ثنا حق نے قرآن میں فرمائی
کیا مُنہ ہے جو واصِف ہو انسان محمد کا

تقدیر جمیلؔ اپنی شاہوں سے رہے بڑھ کر
سگ اپنا بنائے گر دربان محمد کا

از: مداح الحبیب مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

قبالۂ بخشش، ص 74



فضول خرچی سے بچو!

محترمہ اُمِّ حبیبہ عطاریہ مدنیہ معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار گلبہار سیالکوٹ

فرمانِ الٰہی ہے: وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۙ﴿۱۴۱﴾ (پ8، الانعام:141) ترجمہ: اور فضول خرچی نہ کرو بیشک وہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

تفسیر

مفسرین نے اِسراف یعنی فضول خرچی کے مختلف معانی بیان فرمائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: ❁ اگر (دنیا کا سب سے پہلا پہاڑ) اَبِیْ قُبَیْس سونے کا ہو اور کوئی اسے اللہ پاک کی اطاعت میں خرچ کر دے تو وہ اِسراف یعنی فضول خرچی کرنے والا نہ ہو گا اور ایک درہم بھی اللہ پاک کی نافرمانی میں خرچ کرے تو فضول خرچی کرنے والا ہو گا۔[1] ❁ اگر کل مال خرچ کر دیا اور اپنے گھر والوں کے لئے کچھ نہ دیا اور خود فقیر بن بیٹھا تو یہ خرچ بے جا ہے اور اگر صدقہ دینے ہی سے ہاتھ روک لیا تو یہ بھی بے جا اور اسراف یعنی فضول خرچی ہے۔ ❁ اللہ پاک کی فرمانبرداری کے علاوہ اور کسی کام میں جو مال خرچ کیا جائے وہ تھوڑا بھی ہو تو اسراف ہے۔ ❁ اللہ پاک کے حق میں کوتاہی کرنا اسراف ہے۔[2] ❁ شرعی حاجت سے زیادہ خرچ کرنا اور ❁ ذلیل غرض میں کثیر مال خرچ کرنا بھی اس میں شامل ہے۔[3] ❁ ناجائز جگہ خرچ کرنا بے جا خرچ ہے اور سارا مال خیرات کر کے بال بچوں کو فقیر بنا دینا بھی بے جا خرچ ہے، اس لئے اعضائے وضو چار بار دھونا اسراف مانا گیا ہے۔[4]

حضرت علامہ مولانا مفتی وقار الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِسراف کے معنٰی یہ ہیں کہ ناجائز کام میں رقم خرچ کی جائے یا ایسے کام میں رقم خرچ کی جائے جس کا مقصد صحیح نہ ہو، مثلاً: شراب، سینما، گانا وغیرہ ناجائز کاموں میں خرچ کرنا یا اپنے روپے کو دریا میں پھینک دینا یا نوٹوں کو جلا دینا وغیرہ یہ صورتیں اسراف کی ہیں۔ اس کا اصول یہ ہے: لَا خَیْرَ فِی الْاِسْرَاف، وَلَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْر یعنی اسراف میں نیکی نہیں ہے اور نیکی میں خرچ کرنا اسراف نہیں ہے۔ اگر اسراف کے یہی معنٰی ہیں کہ مطلقاً ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے تو یہ مکان بنانا سب اسراف ہو گا اس لیے کہ جھگی (جھونپڑی) میں بھی رہا جا سکتا ہے، اچھے اور قیمتی کپڑے بنوانا بھی اسراف ہوتا اس لیے کہ ٹاٹ، کھدّر وغیرہ سے بھی ستر پوشی ہو سکتی ہے، اچھے کھانوں پر خرچ کرنا بھی اسراف ہو گا، موٹے آٹے کی روٹی کو چٹنی یا سرکہ کے ساتھ کھانے سے بھی پیٹ بھر سکتا ہے، ان سب باتوں میں جب روپیہ صرف کرنا اس لئے اسراف نہیں کہ مقصد صحیح کے لیے صرف کیا جا رہا ہے اگرچہ ضرورت سے زیادہ ہے۔ اسی طرح میلاد کے موقع پر صرف کرنا اسراف نہیں ہے کہ عظمتِ مصطفٰے کا اظہار کرنا مقصود ہے۔[5]

معلوم ہوا! جائز اور ثواب کے کام میں جس قدر خرچ کیا جائے وہ فضول خرچی نہیں، بلکہ اللہ پاک کی نافرمانی اور فساد پھیلانے کے لئے خرچ کرنا فضول خرچی ہے۔

سخی مال وہاں خرچ کرتا ہے جہاں فائدہ اور مصلحت کا تقاضا ہو۔ نیز وہ واجبات ادا کرنے کا خیال رکھتا ہے جبکہ فضول خرچ بغیر مصلحت کے جائز و ناجائز میں مال اڑاتا ہے۔ وہ ایسی چیز خریدتا ہے جس کی اسے ضرورت نہیں۔ وہ کھاتا ہے جس کا فائدہ نہیں اور وہ پہنتا ہے جس کے قابل نہیں۔[6]

حقیقت میں فضول خرچی اللہ پاک کی ناشکری اور نعمت کی ناقدری ہے کیونکہ انسان اپنے مال و اسباب کو ادھر ادھر

بے دردی سے اڑا کر نفسِ امارہ کا غلام بن جاتا ہے۔ ایک غیر محتاط انسان مختلف طریقوں اور مختلف مواقع پر اس بری عادت کو دہراتا رہتا ہے خاص طور پر کھانے پینے، پہننے اور خوشی منانے کی تقریبات ورسم ورواج اس میں شامل ہیں۔ کھانے پینے میں فضول خرچی سماجی فیشن بن گیا ہے۔ اسراف اور فضول خرچی خلافِ شرع ہو تو حرام اور خلافِ مُروّت ہو تو مکروہِ تنزیہی ہے۔[7] لیکن افسوس! آج کل پانچ افراد کے لئے 25 کا کھانا خریدا جاتا ہے اور بچا ہوا کھانا پھینک دیا جاتا ہے۔ شادی بیاہ کی تقریبات ہوں یا منگنی کی ان میں کثیر پیسہ بہایا جاتا ہے یہاں تک کہ مالی اعتبار سے کمزور لوگ بھی اس معاملے میں پیچھے نہیں رہتے اور قرض لے کر یہ رسومات فخریہ ادا کرتے ہیں۔ ہماری شریعت نے تو شادی اور نکاح کے عمل کو بہت آسان بنایا ہے مگر معاشرے میں ان رسومات کو چھوڑنا گویا ایک جرم ہے۔ فضول رسومات کو بڑھاوا دینے میں عورتیں زیادہ پیش پیش ہوتی ہیں اور رسم چاہے کتنی ہی فضول کیوں نہ ہو یہ چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتیں۔ حالانکہ ❁ فضول خرچی جس گھر میں ہو اس گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔[8] ❁ فضول خرچی دوسروں کا محتاج بناتی اور حرام کاموں پر اکساتی ہے۔ چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں: رہی فضول خرچی کی رسمیں ان کو یا تو بند ہی کر دو اگر بند نہ کر سکو تو ان کے لئے ایسی حد مقرر کر دو جس سے فضول خرچی نہ رہے اور گھر کی بربادی نہ ہو۔ جنہیں امیر و غریب سب بے تکلف پورا کر سکیں۔[9]

لباس کا اصل مقصد پردے کے مقام کو چھپانا ہے۔ اللہ پاک نے انسانوں کو کھانے پینے کے ساتھ ساتھ انہیں پہننے کا سامان بھی عطا فرمایا۔ اسلام تو کفایت شعاری کا درس دیتا ہے لیکن اگر ہم اپنے حالات پر غور کریں تو ہماری الماریاں کثیر جوڑوں سے بھری پڑی ہوں گی۔ اس کے برعکس کچھ لوگ وہ بھی ہیں کہ جن کو پہننے کے لئے ڈھنگ کے کپڑے بھی میسر نہیں ہوتے لیکن وہ بھی رہائشی مکان کی تعمیر اور نت نئے ڈیزائن پر بے جا پیسہ اڑاتے ہیں۔ عموماً پانی مفت میں دستیاب ہوتا ہے اور یہ اللہ پاک کی عظیم نعمت ہے۔ لیکن پانی کے بے جا استعمال کو لوگ فضول نہیں سمجھتے۔ پانی کے بے جا استعمال کے سبب جگہ جگہ پانی کے مسائل ہیں، ندیاں اور کنوئیں سوکھ گئے ہیں لیکن ہم محتاط نہیں ہوتیں۔ یوں ہی دولت کو بھی فضول اڑایا جارہا ہے۔ ہمارے دین نے ہمیشہ مالداروں کو غریبوں پر خرچ کرنے کی ترغیب دے کر ایثار و قربانی کے جذبے کو فروغ دیا ہے۔ لہٰذا ہر انسان کو چاہیے کہ وہ غور کرے کہ کہیں وہ اس فضول خرچی کی عادت میں مبتلا تو نہیں! کیونکہ قیامت والے دن سوال ہوگا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟[10]

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: مجھے اسراف سے بچنے کا ایسا جذبہ ہے کہ میں نے اپنی زندگی کا جو سب سے پہلا مذہبی بیان کیا اس کا موضوع ہی اسراف اور فضول خرچی تھا۔ اگرچہ اس وقت دعوتِ اسلامی نہیں بنی تھی، میرا بھی لڑکپن ہی تھا، پھر بھی میں نے اپنے بیان کا یہی موضوع لیا تھا۔ اللہ کریم ہمیں اسراف اور فضول خرچی سے بچائے۔ اگر ہم کفایت شعاری سیکھ لیں تو اس کی برکت سے ہمارے کافی مسائل حل ہو جائیں، نہ پانی کی تنگی ہو، نہ اناج کی کمی، نہ مہنگائی ہو، نہ معاشی پریشانیاں اس کے علاوہ بھی کئی چیزوں سے بچت ہو جائے۔[11] اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں فضول خرچی سے بچنے اور اپنی راہ میں جائز طریقے سے مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر طرح کے اسراف سے بچا کر اپنی پیاری بندیوں میں شامل فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 تفسیر کبیر، 5/165 2 تفسیر خزائن العرفان، ص 278 ملخصاً 3 تفسیر صراط الجنان، 5/447 4 تفسیر نور العرفان، ص232 5 وقار الفتاوی، 1/155 6 حلیۃ الاولیاء، 4/50، رقم:4709 7 حدیقہ ندیہ، 2/29،28 8 حلیۃ الاولیاء، 3/81، رقم:3252 ملخصاً 9 اسلامی زندگی، ص 52 10 ترمذی، 4/188، حدیث:2425 11 سنسنی خیز مناظر دیکھ کر کیا تصور کرنا چاہیے؟، ص13



زندگی کے آخری لمحات کی اہمیت (قسط 1)

محترمہ بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
شعبہ ٹیچر ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ مجلس جامعۃ المدینہ گرلز

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: ہر بندہ اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا۔[1]

شرحِ حدیث

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اعتبار خاتمہ کا ہے، اگر کوئی کفر پر مرے تو کفر پر ہی اٹھے گا اگرچہ زندگی میں مومن رہا ہو اور اگر ایمان پر مرے تو ایمان پر اٹھے گا اگرچہ زندگی میں کافر رہا ہو۔[2] معلوم ہوا کہ ہر شخص اسی عقیدے اور اسی عمل پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ اللہ پاک کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارے کیونکہ معلوم نہیں کب زندگی کا چراغ گُل ہو جائے۔

زندگی کا ہر لمحہ قیمتی ہے زندگی اللہ پاک کی عطا کردہ بہت بڑی نعمت اور اس کی امانت ہے۔ اس کا ہر ہر لمحہ انمول ہے جو ایک بار کھو جائے تو دوبارہ نہیں ملتا۔ اگر زندگی کا ایک لمحہ بھی غفلت میں اور یادِ خدا کے بغیر گزار دیا تو وہ بھی بروزِ قیامت حسرت کا باعث ہو گا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: جنتیوں کو کسی چیز کا بھی افسوس نہیں ہو گا سوائے اس گھڑی کے جو (دنیا میں) اللہ پاک کے ذکر کے بغیر گزر گئی۔[3]

زندگی کے آخری لمحات کی اہمیت یوں تو زندگی کا ہر لمحہ ہی قیمتی ہے۔ لیکن بالخصوص زندگی کے آخری لمحات کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ یعنی اعمال کا دار و مدار خاتمے پر ہے۔[4] جبکہ ایک روایت میں ہے کہ اولادِ آدم میں سے بعض مومن پیدا ہوئے، حالتِ ایمان پر زندہ رہے اور مومن ہی مریں گے، بعض کافر پیدا ہوئے، حالتِ کفر پر زندہ رہے اور کافر ہی مریں گے، بعض مومن پیدا ہوئے، حالتِ ایمان پر زندہ رہے مگر کفر پر مریں گے، بعض کافر پیدا ہوئے، کفر پر زندہ رہے مگر مومن ہو کر مریں گے۔[5] یعنی دنیا میں مسلمان ہونا اور مسلمان بن کر زندگی گزارنا ہی اصل کامیابی نہیں۔ بلکہ اصل کامیابی تو یہ ہے کہ ہم ایمان سلامت لے کر دنیا سے جائیں۔

بوقتِ نزع آقا ہو نہ جاؤں میں کہیں برباد
مرا ایمان رکھ لینا سلامت یا رسولَ اللہ

مسلمان ہونا کمال نہیں، مسلمان مرنا کمال ہے اللہ پاک کا فرمان ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (پ4، اٰلِ عمرٰن:102) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ضرور تمہیں موت صرف اسلام کی حالت میں آئے۔ معلوم ہوا کہ اسلام پر خاتمہ ہونے کا اعتبار ہے۔ اگر عمر بھر مومن رہے مرتے وقت کافر ہو جائے تو وہ اصلی کافر کی طرح ہے۔ اللہ اچھا خاتمہ فرمائے۔[6] یاد رکھئے! مسلمان ہونا کمال نہیں بلکہ مسلمان مرنا کمال ہے۔[7]

مرنے سے پہلے نیک اعمال کی توفیق مرنے سے پہلے اچھے اعمال کی توفیق ملنا بھی اللہ پاک کی نعمت ہے، جیسا کہ مروی ہے: اللہ پاک جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے کام لے لیتا ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! وہ کیسے کام لیتا ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ بندے کو مرنے سے پہلے نیک عمل کی توفیق دے دیتا ہے۔[8]

قیامت تک نیک عمل کا ثواب اگر انسان کی موت نیک کام کرتے ہوئے آئے تو اللہ پاک کی رحمت سے امید ہے کہ

قیامت تک اس کو اس نیک عمل کا ثواب ملتا رہے گا۔ جیسا کہ مروی ہے: جو حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا تو اس کے لئے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور مر گیا اس کے لئے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔[9]

برے خاتمے کا خوف معلوم ہوا! آخرت کی نجات کا دار و مدار خاتمے پر ہے۔ اگر کوئی پوری زندگی ایمان پر قائم رہ کر نیکیاں کرے لیکن خدانخواستہ زندگی کے آخری لمحات میں ایمان کی نعمت اس سے چھن گئی اور اس کا خاتمہ کفر پر ہوا تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہو گا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ہر وقت ڈرے۔ ہمارے بزرگانِ دین کا بھی یہی طرزِ عمل رہا ہے کہ وہ سب سے زیادہ برے خاتمے سے خوفزدہ رہتے تھے۔ حالانکہ وہ پوری زندگی اللہ پاک کی اطاعت میں گزارتے ہیں، پھر بھی برے خاتمے سے ڈرتے ہیں اور ایک ہم ہیں جو دن رات اللہ پاک کی نافرمانی میں گزار دیتی ہیں اور یہ خیال تک نہیں آتا کہ اگر اسی حال میں موت آگئی تو ہمارا کیا بنے گا! اگر معاذ اللہ گناہ کرتے، سوشل میڈیا پر فحاشی و بے حیائی کے مناظر دیکھتے، گانے باجے سنتے اور بے پردگی کرتے کرتے موت آگئی تو ہمارا کیا بنے گا! بالخصوص وہ خواتین غور کریں کہ جو شادی بیاہ کے موقع پر فیشن ایبل لباس پہن کر بے پردگی کا مظاہرہ کرتی ہیں، میوزک کی دھن پر ڈانس کرتی ہیں، شادیوں اور دیگر فنکشنز کی وجہ سے نمازیں قضا کر دیتی ہیں، سوشل میڈیا پر نامحرموں سے بات چیت کرتی ہیں، نامحرموں سے ملاقاتیں اور تحائف کا لین دین کرتی ہیں اور سوشل میڈیا کا غلط استعمال کرتی ہیں وغیرہ۔ اگر اسی حالت میں موت آگئی تو کیا ہو گا! لمحہ فکریہ ہے! بہت سی نوجوان لڑکیاں ایسی بھی ہیں جو ویسے تو نماز کی پابندی کرتی ہیں لیکن جب خود ان کی اپنی شادی کا موقع ہوتا ہے تو نمازیں قضا کر دیتی ہیں کیونکہ میک اپ پر ہزاروں روپے جو خرچ کئے ہوتے ہیں۔ اس ہزاروں روپے کے میک اپ پر پانی بہانا اور وضو کر کے اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہونا ان کے نفس پر دشوار ہوتا ہے۔ ذرا سوچئے کہ موت تو اس حالت میں بھی آسکتی ہے! کتنی ہی حسینائیں ایسی ہوتی ہیں جو شادی کی رات ہی بسترِ عروسی پر جانے کے بجائے قبر میں پہنچ جاتی ہیں۔ وہ خواتین بھی غور کریں جو گاڑی وغیرہ میں معاذ اللہ گانے سنتے ہوئے سفر کرتی ہیں۔ اگر اسی حالت میں موت آگئی تو کیا بنے گا!

موت ایک اٹل حقیقت ہے یاد رکھیے! موت کا ایک وقت مقرر ہے لیکن وہ وقت کون سا ہے یہ ہمیں معلوم نہیں۔ لہٰذا نجات اسی میں ہے کہ ہم اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ یہ سوچ کر اللہ پاک کی نافرمانی سے بچتے ہوئے گزاریں کہ ہو سکتا ہے یہی ہماری زندگی کا آخری لمحہ ہو! کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی زبانوں پر زندگی کے آخری لمحات میں کلمہ طیبہ کا ورد جاری ہوتا اور درودِ پاک کی صدائیں ہوتی ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی موت نعت شریف سنتے سنتے آتی ہے، جن کی موت سجدے کی حالت میں آتی ہے، قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہوئے آتی ہے، راہِ خدا میں سفر کرتے ہوئے آتی ہے، علمِ دین کی راہ میں آتی ہے، اللہ پاک کی اطاعت کرتے ہوئے آتی ہے۔ اے کاش! ہمیں بھی اس صحابی جیسی قسمت مل جائے کہ جن کی زندگی کی ایک گھڑی باقی رہ گئی تھی تو انہوں نے اسے علم سیکھنے میں گزارا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔[10] اللہ پاک ہمارا خاتمہ بھی اچھا فرمائے، ہمیں بھی زندگی کے آخری لمحات تک نیکیاں کرنے کی توفیق بخشے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 مسلم، ص1178، حدیث:7232 2 مراۃ المناجیح، 7/153 3 معجم کبیر، 20/94، حدیث:182 4 بخاری، 4/274، حدیث:6607 5 ترمذی، 4/81، حدیث:2198 6 تفسیر نور العرفان، ص99 7 تفسیر نور العرفان، ص30 8 ترمذی، 4/56، حدیث:2149 9 مسند ابی یعلیٰ، 5/441، حدیث:6327 10 تفسیر کبیر، 1/410

محرم الحرام کی عبادات

محترمہ ام غزالی عطاریہ مدنیہ شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: یہ دن تمہاری زندگی کے صفحات ہیں، انہیں اچھے اعمال سے زینت بخشو۔[1]

یاد رکھئے! اللہ پاک نے دنوں اور مہینوں کی جو تقسیم فرمائی وہ بے مقصد نہیں، الحمد للہ ہم مسلمان ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہر لمحے، ہر گھڑی، بلکہ زندگی کی ہر سانس میں اپنے رب کا شکر ادا کریں، اس کی عبادت و اطاعت کریں تاکہ اس کا قرب پاکر اپنی فانی زندگی کو دوام بخش سکیں۔ نیز زندگی بھر نیکیوں کی طرف مائل رہیں، بالخصوص فضیلت والے مہینوں، دنوں اور لمحات میں معمول سے بڑھ کر عملِ خیر کے لیے کوشش کریں کہ اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: زندگی بھر خیر کی تلاش جاری رکھو اور اللہ پاک کی رحمت کے خوشبو دار جھونکوں کی جستجو کرتے رہو، بے شک اللہ پاک اپنی رحمت کے خوشبو دار جھونکے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے۔[2]

اللہ پاک نے 12 مہینے بنائے جن میں پہلا مہینا محرم الحرام ہے، یہ ماہ بہت عظمت و برکت والا ہے اور اس کے احترام کی وجہ سے اسے محرم کا نام دیا گیا ہے۔ جبکہ محرم کو شَهْرُ اللّٰه[3] اور شَهْرُ اللّٰهِ الْاَصَمّ (اللہ پاک کا بہرا مہینا)[4] بھی کہتے ہیں۔

اس ماہِ مبارک کی چند عبادات ملاحظہ فرمائیے:

ماہِ محرم کا چاند دیکھ کر پڑھنے کی دعا حضور عام طور پر جب بھی چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰه۔[5] جبکہ ماہِ محرم کا چاند دیکھ کر کچھ دیگر دعائیں وغیرہ بھی منقول ہیں، مثلاً 4 مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنا بہت افضل ہے۔[☆]

اسی طرح جو محرم کی پہلی تاریخ کو یہ دعا پڑھے تو شیطان لعین سے محفوظ رہے گا اور سارا سال دو فرشتے اس کی حفاظت پر معمور ہوں گے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَبَدِیُّ الْقَدِيْمُ وَهٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِيْدَةٌ اَسْئَلُكَ فِيْهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطٰنِ وَ اَوْلِيَائِهٖ وَ الْعَوْنَ عَلٰى هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ وَ الْاِشْتِغَالَ بِمَا يُقَرِّبُنِیْ اِلَيْكَ يَا كَرِيْمُ۔[6]

اسی طرح یہ دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے: مَرْحَبًا بِالسَّنَةِ الْجَدِيْدِ وَ الشَّهْرِ الْجَدِيْدِ وَ الْيَوْمِ الْجَدِيْدِ وَ السَّاعَةِ الْجَدِيْدِ مَرْحَبًا بِالْكَاتِبَيْنِ الشَّاهِدَيْنِ اُكْتُبَا فِیْ صَحِيْفَتِیْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَ النَّارَ حَقٌّ وَ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْر۔[7]

محرم الحرام کی پہلی رات نمازِ عشا کے بعد کے نوافل

(1) 8 رکعت نماز 4 سلام سے پڑھئے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص 10، 10 مرتبہ پڑھئے تو اس نماز کی برکت سے روزِ حشر اللہ پاک یہ نماز پڑھنے والوں اور اس کے گھر والوں کی بخشش فرمائے گا۔[☆]

(2) 6 رکعت تین سلام سے پڑھئے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص 7، 7 بار پڑھئے، اللہ پاک کی طرف سے یہ نماز پڑھنے والوں کو بے شمار نمازوں کا ثواب ملے گا۔[☆]

(3) 4 رکعت نماز دو سلام سے پڑھئے اور سورۂ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں سورۂ اخلاص 11، 11 بار پڑھئے اور بعدِ سلام یہ دعا پڑھئے: سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ یہ نماز پڑھنے

سے بے شمار عبادات کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ (☆)

(4)6 رکعت نماز 3 سلام سے پڑھئے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی 1، 1 بار اور سورۂ اخلاص 15، 15 بار پڑھئے، یہ نماز پڑھنے والوں کو اللہ پاک 1000 نمازوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (☆)

محرم الحرام کے وظائف

پہلی محرم الحرام حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن ہے، لہٰذا اس دن آپ کے ایصالِ ثواب کا اہتمام کیجئے۔ نیز امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے رسالے **کراماتِ فاروقِ اعظم** کا مطالعہ کیجئے تاکہ آپ کی سیرت کی خوشبو دل و دماغ کو معطر کر سکے۔

پہلی محرم الحرام کو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ 130 بار لکھ کر یا (لکھوا کر) جو کوئی اپنے پاس رکھے (یا پلاسٹک کوٹنگ کروا کر کپڑے، ریگزین یا چمڑے میں سلوا کر پہن لے، دھات کی ڈبیہ میں کسی قسم کا تعویذ نہ پہنے) ان شاء اللہ عمر بھر اس کو یا اس کے گھر میں کسی کو برائی نہ پہنچے۔ (8) حضرت شاہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو کوئی 12 مرتبہ یہ دعا سُبْحٰنَ اللّٰہِ مِلْءَ الْمِیْزَانِ وَ مُنْتَھَی الْعِلْمِ وَ مَبْلَغَ الرِّضَا وَ زِنَۃَ الْعَرْشِ لَا مَلْجَأَ وَ لَا مَنْجَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ، سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ وَ عَدَدَ کَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ کُلِّھَا اَسْاَلُہُ السَّلَامَۃَ بِرَحْمَتِہٖ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ ھُوَ حَسْبِیْ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے تمام تکلیفوں اور آفتوں سے اللہ پاک کی حفاظت میں رہے۔ (9)

محرم کی پہلی رات سے عاشورہ تک روزانہ بعد نمازِ عشا 100 مرتبہ کلمۂ توحید (چوتھا کلمہ) پڑھنا بخششِ گناہ کے لئے بہت افضل ہے۔ (☆) اور ایک قول کے مطابق اول آخر درودِ پاک 100 مرتبہ یہ دعا پڑھنی افضل ہے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَ لَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔ (☆)

یومِ عاشورہ کسی بھی وقت باوضو ہو کر جو کوئی یہ وظیفہ پڑھے اللہ پاک اس کے تمام (چھوٹے) گناہ بخش دے گا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَکِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ (☆) اور ایک قول کے مطابق 70 مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھنا؛ مغفرتِ گناہ کے لئے بہت افضل ہے۔ (☆) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق جو عاشورہ کے دن 1000 مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ پاک اس کی طرف نظر فرمائے گا اور جس کی طرف نظر فرمائے گا اسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔ (10)

محرم الحرام کے نوافل

پہلے دن کے نوافل پہلی محرم کے دن سورج نکلنے کے (20 منٹ) بعد 2 رکعت نماز نفل پڑھئے، پھر بعدِ سلام 7 مرتبہ کلمہ طیبہ اور ہاتھ اٹھا کر 3 بار یہ دعا پڑھئے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَبَدُ الْقَدِیْمُ وَ ھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اَسْئَلُکَ فِیْھَا الْعِصْمَۃَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَ الْعَوْنَ عَلَی النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَ اَسْئَلُکَ الْاِشْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَا کَرِیْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ یہ عمل کرنے والی پر اللہ پاک ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو نیک کام کرنے میں اس کی مدد کرے گا اور شیطان پورے سال کے لئے اس سے نا اُمید ہو جائے گا۔ (11)

محرم الحرام کے روزے

ماہِ رمضان کے بعد سب سے افضل اللہ پاک کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔ (12) بلکہ محرم میں ایک دن کا روزہ ایک ماہ کے روزوں کے برابر ہے۔ (13) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عاشورہ کے دن خود بھی روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔ (14) البتہ! جو عاشورہ کے دن روزہ رکھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ 9 اور 11 محرم کا بھی روزہ رکھے جیسا کہ ایک روایت میں ہے: عاشورہ کے دن کا روزہ رکھو اور اس میں یہودیوں کی مخالفت کرو، اس سے پہلے یا بعد میں بھی ایک دن کا

روزہ رکھو۔[15] یاد رکھئے! ایک روایت کے مطابق عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔[16]

یومِ عاشورہ کے چند اعمال

حضرت علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: 10 محرم بہت عظمت والا دن ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ جس قدر ممکن ہو اچھے کام کئے جائیں۔[17] جو یومِ عاشورہ اِثمِد سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی بھی نہ دکھیں گی۔[18]

ایک روایت کے مطابق جو دسویں محرم کو اپنے بال بچوں کے خرچ میں کشادگی کرے تو اللہ پاک سارا سال اسے کشادگی دے گا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے اس حدیث کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔[19] حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بال بچوں کے لئے 10 محرم کو اچھے اچھے کھانے پکائے تو ان شاء اللہ سال بھر تک برکت رہے گی۔ بہتر یہ ہے کہ کھچڑا پکا کر حضرت شہیدِ کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کریں بہت آزمایا ہوا ہے۔ اس تاریخ کو غسل کرے تو تمام سال ان شاء اللہ بیماریوں سے امن رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زم زم پانیوں میں پہنچتا ہے۔[20]

اسی حدیث کے تحت ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: مسلمان عاشورہ کے دن کھچڑا پکاتے ہیں، اس کا ماخذ (اصل) یہ حدیث ہے کیونکہ کھچڑے میں ہر کھانا ہوتا ہے، گندم، گوشت اور دالیں چاول وغیرہ تو ان شاء اللہ کھچڑا پکانے والے کے گھر ان تمام کھانوں میں برکت ہوگی۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ حدیث ہمارے اور ہمارے ساتھیوں کے تجربہ میں آئی ہے واقعی اس عمل سے برکت ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قوی ہے۔ خیال رہے کہ تجربہ سے بھی حدیث کو تقویت پہنچتی ہے اس لیے محدثین حدیث کی توثیق کے لیے کبھی اپنے تجربہ کا ذکر کر دیتے ہیں، یہاں بھی ایسا ہی ہے۔[21]

عاشورہ کی رات کے نوافل

(ذیل میں بیان کردہ نوافل دو دو کر کے پڑھئے)

☆4 نفلوں کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی 1 بار اور سورۂ اخلاص 3،3 بار پڑھئے۔ پھر نماز کے بعد 100 مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھئے، اس کی برکت سے گناہوں سے پاکی اور جنت میں بے انتہا نعمتیں ملیں گی۔[22]

☆4 نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی 3،3 بار اور سورۂ اخلاص 10،10 بار پڑھئے، پھر بعدِ سلام سورۂ اخلاص 100 مرتبہ پڑھ کر گناہوں سے توبہ اور اللہ پاک سے بخشش طلب کیجئے تو اللہ پاک اپنی رحمت سے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرمادے گا۔[☆]

☆4 نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص 3،3 بار مرتبہ پڑھئے۔ بعدِ سلام سورۂ اخلاص 100 بار پڑھئے ان شاء اللہ جنت میں ہر قسم کی نعمت عطا ہو گی۔[☆]

☆4 نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص 5،5 مرتبہ پڑھنا گناہوں کی بخشش کے لئے افضل ہے اور اللہ پاک تمام (صغیرہ) گناہ بھی معاف فرمادے گا۔[☆]

☆8 نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص 25،25 مرتبہ پڑھئے، پھر بعدِ سلام 70 مرتبہ درودِ پاک اور 70 مرتبہ استغفار پڑھ کر دعائے مغفرت کیجئے تو اللہ پاک قبر کو روشن کر کے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا اور بروزِ قیامت بخش دے گا۔[☆]

☆100 نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص 3،3 بار پڑھئے اور سلام کے بعد 70 مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ کر اپنے گناہوں سے توبہ کیجئے تو اللہ پاک اپنی رحمت سے گناہ معاف فرما کر بخشش فرمائے گا اگرچہ گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں۔[☆]

عاشورہ کے دن کے نوافل

اشراق کے وقت 2 نفل پڑھ کر سلام کے بعد ایک مرتبہ

یہ دعا پڑھئے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ یَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَ مَا خَلَقْتَ فِی مِثْلِ ھٰذَا الْیَوْمِ وَ تَخْلُقُ اٰخَرَ مَا تَخْلُقُ فِی مِثْلِ ھٰذَا الْیَوْمِ اَعْطِنِی فِیْہِ خَیْرًا مَّا اَوْلَیْتَ فِیْہِ اَنْبِیَاءَکَ وَاَصْفِیَاءَکَ مِنْ ثَوَابِ الْبَلَایَا وَاَسْھِمْ بِیْ مِثْلَ مَا اَعْطَیْتَ فِیْہِ مِنَ الْکَرَامَۃِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ بارگاہِ الٰہی سے بے شمار عبادت کا ثواب عطا ہو گا۔ (☆)

نمازِ ظہر سے پہلے غسل کر کے 4 رکعت نماز ایک سلام سے پڑھئے، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بَیِّنَہ اور سورۂ کافرون 1، 1 بار، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بَیِّنَہ دو بار اور سورۂ اخلاص ایک بار، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بَیِّنَہ تین بار اور سورۂ فلق ایک بار، چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بَیِّنَہ چار بار اور سورۂ ناس ایک بار پڑھئے۔ پھر سلام پھیر کر نماز سے باہر آ جایئے۔ اب تین مرتبہ درودِ پاک، تین مرتبہ استغفار، ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر سجدے میں سر رکھ کر تیسرا کلمہ تین بار پڑھئے، اس کے بعد جو دعا مانگی جائے گی ان شاء اللہ قبول ہو گی۔ (☆)

(نوٹ: اس مضمون کی تیاری میں مکتبۃ المدینہ کی کتاب اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل سے کافی مدد لی گئی ہے، لہٰذا جس عبارت کے آخر میں (☆) لکھا ہے، وہ عبارت اس کتاب کے صفحات 11 تا 29 سے لی گئی ہے)

---

1 انمول ہیرے، ص 16 2 شعب الایمان، 2/42، حدیث: 1121 3 مسلم، ص 456، حدیث: 2755 4 لطائف المعارف، ص 35 5 ترمذی، 5/281، حدیث: 3462 6 فضائل الایام والشہور، ص 266 7 لطائف اشرفی، 2/226 8 فیضان سنت، 1/136 9 مرقع کلیمی، ص 187، 188 10 حاشیہ النوری فی فضائل الایام و الشہور، ص 124 11 جواہر خمسہ، ص 18 12 مسلم، ص 456، حدیث: 2755 13 معجم صغیر، 2/71 14 بخاری، 1/656، حدیث: 2004 15 مسند امام احمد، 4/52، حدیث: 2154 16 مسلم، ص 454، حدیث: 2746 17 التبصرۃ لابن جوزی، 2/8 18 شعب الایمان، 3/367، حدیث: 3797 19 مشکاۃ المصابیح، 1/365، حدیث: 1926 20 اسلامی زندگی، ص 131 21 مرآۃ المناجیح، 3/115 22 جنتی زیور، ص 157 ملخصاً

خوشخبری

ان شاء اللہ جلد آ رہا ہے

ماہنامہ خواتین کا خصوصی شمارہ

سیرت نمبر

یہ سیرت نمبر خواتین کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے چُنے گئے ایسے حسین مدنی پھولوں کا گلدستہ ہے، جن کی مہک سے اُن کی زندگیاں گل و گلزار ہو جائیں گی۔ گھریلو زندگی ہو یا معاشرتی کردار، سیرتِ طیبہ ہر شعبے میں آپ کی معاونت کرے گی۔ اپنی بچیوں، بہنوں اور ماؤں کو سیرتِ طیبہ سے روشناس کروایئے کہ خواتین کے تمام مسائل اور سوالات کا حل سیرتِ طیبہ میں موجود ہے۔ یہ سیرت نمبر آپ کو سیرت کے عملی پہلوؤں سے آگاہ کرے گا۔ اپنی ذات اور گھرانے میں سیرتِ طیبہ کی خوشبو پھیلایئے۔ یہ سیرت نمبر آپ کو سیرت کے انمول سبق سکھائے گا۔ سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اپنی شخصیت کو نکھاریئے۔ یہ سیرت نمبر آپ کو ایک باوقار اور پُرعزم خاتون بنائے گا۔

سیرت نمبر کے چند عناوین

- حضور بحیثیتِ محسنِ نسواں
- حضور نے خواتین کو کن کاموں سے اور کیوں روکا؟
- عورت کی مستحکم معاشی حیثیت تعلیماتِ رسول کی روشنی میں
- خواتین کے سوالات اور حضور کے جوابات

حضور کی سیدہ عائشہ سے محبت

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 37 ویں تحریری مقابلے سے منتخب کر کے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کئے جا رہے ہیں۔)

بنتِ عنایت علی (اول پوزیشن)
(درجہ: دورۃ الحدیث، فیضانِ خدیجۃ الکبری کراچی)

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا ربِّ کریم کا وہ تحفہ ہیں جو رب نے اپنے محبوب کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو عطا فرمایا۔ آپ کے فضائل و مناقب ریت کے ذروں اور آسمان کے ستاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ آپ کی شانِ بے مثالی ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو بہت سے ایسے خصوصی فضائل عطا فرمائے جن کی بدولت آپ حضور کی دیگر تمام مقدس بیویوں میں ممتاز ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ محبوبۂ محبوبِ ربِّ اکبر ہیں۔ تمام اولین و آخرین کے سردار صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور اس پر کئی احادیث گواہ ہیں۔ چند احادیثِ مبارکہ پڑھ کر فیضِ برکت حاصل کرتی ہیں:

1- حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ تو سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: کیوں نہیں! اس پر حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: عائشہ سے محبت رکھو۔[1]

2- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ایک بار میں نے اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی: اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ لوگوں میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے؟ ارشاد فرمایا: عائشہ۔[2]

کیوں نہ ہو رتبہ تمہارا اہلِ ایماں میں بڑا
سب تو ہیں مومن مگر ہیں آپ اُمُّ المومنین

3- حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ان کے جوٹھے کو بھی پسند فرماتے اور ہڈی کے جس حصے سے گوشت کھاتیں حضور بھی اسی جگہ سے گوشت کھاتے۔ جیسا کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میں حالتِ حیض میں (دانتوں کے ساتھ) ہڈی سے گوشت اتارتی؛ میں وہ حضور کو پیش کر دیتی تو آپ اپنا مبارک منہ اسی جگہ رکھتے جس جگہ میں نے رکھا تھا اور میں (پیالے میں) پانی پی کر حضور کو دیتی تو آپ اسی جگہ اپنا مبارک منہ رکھتے یعنی پانی پیتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔[3]

4- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: ہم حضور کے ساتھ (مقامِ) حَرَز سے واپس آ رہے تھے اور میں ایک اونٹ پر سوار تھی جو دوسرے اونٹوں کے آخر میں تھا، میں نے رسولِ پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آوازِ مبارکہ سنی، آپ نے ارشاد فرمایا: وَاعَرُوْسَاهُ! ہائے میری دلہن![4]

تکلیف کے وقت اگر محبوب کا دیدار مل جائے تو بندہ دیدار میں ایسا گم جاتا ہے کہ پھر تکلیف کا احساس نہیں رہتا جیسا کہ حضرت اسحاق بن طلحہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے جنت میں عائشہ دکھائی گئی تاکہ مجھ پر موت آسان ہو جائے گویا میں اس کی دونوں ہتھیلیاں دیکھ رہا ہوں۔[5]

معلوم ہوا کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس قدر محبت تھی کہ محبت کی بنا پر آپ انہیں تمام عورتوں پر فضیلت دیتے۔ آپ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک ہی برتن میں غسل فرمانا اور ان کے حجرے میں ان کے گلے اور سینے کے درمیان انتقال فرمانا یہ سب آپ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت کا نتیجہ ہے۔

ہم کو حضرت عائشہ سے پیار ہے ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے

بنتِ فضل الحق

(درجہ: رابعہ، پاکپورہ سیالکوٹ)

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محبوبۂ محبوبِ رب العالمین ہیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ اس کا ثبوت احادیثِ مبارکہ سے بھی ملتا ہے، جیسا کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا: ربِّ کعبہ کی قسم! تمہارے والد کو عائشہ بہت زیادہ محبوب ہے۔[6] اسی طرح حضور نے ایک مرتبہ سَیِّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: کیوں نہیں! اس پر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: عائشہ سے محبت رکھو۔[7]

سبحان اللہ! حضور کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت کیوں نہ ہو کہ خود ربِّ کریم نے آپ کی شان بلند فرمادی۔ چنانچہ 5 ہجری میں واقعۂ اِفْک کے موقع پر غزوۂ بنی مُصْطَلَق میں جب منافقین نے آپ کی شان میں بد گوئی کی تو خود ربِّ کریم نے آپ کی شان میں قرآنِ کریم، فرقانِ حمید میں آیاتِ کریمہ نازل فرما کر آپ کی شان اور براءت ظاہر فرمادی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ (پ18، النور:11) ترجمہ: تم اس بہتان کو اپنے لیے برا نہ سمجھو۔ یعنی اے بہتان سے بچنے والو! تم اس بہتان کو اپنے لئے برا نہ سمجھو، بلکہ بہتان سے بچنا تمہارے لئے بہتر ہے کہ اللہ پاک تمہیں اس پر جزا دے گا اور اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان اور ان کی براءت ظاہر فرمائے گا، چنانچہ اس براءت میں اللہ پاک نے 18 آیاتِ کریمہ نازل فرمائیں۔[8] اس کے علاوہ صحابۂ کرام سے بھی پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کی روایات ملتی ہیں۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حبیبۂ رسول اللہ ہیں۔[9]

پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اظہارِ محبت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت ربیعہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: دیکھو! تم مجھے مکھن ملی کھجور سے بھی زیادہ محبوب ہو۔[10]

پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی مبارک ازدواجی زندگی ہمارے لئے مشعلِ راہ اور بہترین نمونہ ہے۔ وہ خواتین جو شادی شدہ تو ہیں لیکن اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری میں سستی کرتی ہیں یا وہ شوہر جو اپنی بیوی کو کسی خاطر میں نہیں لاتے بلکہ بعض جاہل تو عورت کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں، ان سب کے لئے ان مذکورہ روایات میں سیکھنے کے مدنی پھول موجود ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کے ہم ان مبارک ہستیوں کی طرح اپنی ازدواجی زندگی کو گزارنے کی کوشش کریں تاکہ ہر طرف محبتوں کی فضا قائم ہو اور نفرتوں کا دور ختم ہو۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 مسلم، ص1017، حدیث:6290 2 بخاری، 2/519، حدیث:3662 3 ابو داود، 1/121، حدیث:259 4 مسند امام احمد، 43/216، حدیث:26112 ملتقطاً 5 طبقات ابن سعد، 8/52 6 ابو داود، 4/359، حدیث:4898 7 مسلم، ص1017، حدیث:6290 8 تفسیر نسفی، ص771 ملخصاً 9 اصابہ، 8/234 10 طبقات ابن سعد، 8/63



حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (قسط6)

گزشتہ سے پیوستہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و عجائبات کا ذکر جاری ہے۔ پچھلی قسطوں میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مصر واپسی کے بعد جادوگروں سے مقابلے اور ان کے ایمان لانے تک کا ذکر ہو چکا ہے، اب اس کے بعد رونما ہونے والے معجزات و عجائبات ملاحظہ فرمائیے:

معجزاتِ موسیٰ فرعون کے ڈوبنے تک

فرعون نے اپنے چار سو برس کی عمر میں سے تین سو بیس سال تو اس آرام کے ساتھ گزارے تھے کہ اس مدت میں کبھی درد یا بخار یا بھوک میں مبتلا نہیں ہوا تھا، اب قحط سالی کی سختی ان پر اس لیے ڈالی گئی کہ وہ اس سختی ہی سے خدا کو یاد کریں اور اس کی طرف متوجہ ہوں، لیکن وہ کفر میں اس قدر راسخ ہو چکے تھے کہ ان تکلیفوں سے بھی ان کی سرکشی ہی بڑھتی رہی۔[1] اور انہوں نے ایسی روش اختیار کی کہ انہیں کوئی بھلائی پہنچتی تو اپنی طرف منسوب کرتے اور کوئی مصیبت پہنچتی تو اسے حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ (پ9، الاعراف:131) ترجمہ: تو جب انہیں بھلائی ملتی تو کہتے یہ ہمارے لئے ہے اور جب برائی پہنچتی تو اسے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے۔

الغرض جب ان کی سرکشی و نافرمانی حد سے بڑھ گئی اور جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد بھی یہ اپنے کفر پر جمے رہے حتیٰ کہ حضرت موسیٰ سے انہوں نے واضح طور پر کہہ دیا: مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ9، الاعراف:132) ترجمہ: (اے موسیٰ!) تم ہمارے اوپر جادو کرنے کے لئے ہمارے پاس کیسی بھی نشانی لے آؤ، ہم ہرگز تم پر ایمان لانے والے نہیں۔ تو حضرت موسیٰ نے ان کے خلاف دعا کی کہ یا رب! فرعون زمین میں بہت سرکش ہو گیا ہے اور اس کی قوم نے بھی عہد شکنی کی ہے، انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کر جو ان کے لیے سزا اور میری قوم اور بعد والوں کے لیے عبرت و نصیحت ہو۔ چنانچہ،

آپ کی دعا قبول ہوئی اور ان پر اللہ پاک کی طرف سے پے در پے نشانیاں آنے لگیں، مسلسل عذابات آئے، ان میں سے ہر ایک عذاب ہفتہ کے دن سے لے کر اگلے ہفتہ یعنی سات روز تک رہتا، پھر وہ روتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آتے اور ایمان لانے کا عہد کرتے جب حضرت موسیٰ کی دعا سے عذاب دور ہو جاتا اور پہلے سے زیادہ نعمتوں کی کثرت ہوتی تو پھر وہ اپنے کفر پر قائم رہتے اور کہتے: یہ تو ہمارا حق تھا جو ہمیں ملا ہے ہم اپنا دین نہیں چھوڑیں گے! ایک مہینا سکون سے گزر جاتا، پھر دوسرا عذاب آتا اس طرح پانچ عذابات آئے، جس کی تفصیل تفسیرِ بغوی میں کچھ یوں مذکور ہے:

پہلا عذاب

سب سے پہلے طوفان کا عذاب آیا، اس طرح کہ اللہ پاک نے بادل بھیجا اندھیرا چھا گیا اور بہت تیز بارش ہوئی جس کا پانی فرعونیوں کے گھروں میں بھر گیا، وہ اس میں کھڑے رہ گئے

اور پانی ان کی گردنوں کی ہنسلیوں تک آ گیا، ان میں سے جو بیٹھا وہ ڈوب گیا، یہ نہ ہل سکتے تھے نہ کچھ کام کر سکتے تھے، جبکہ انہی کے قرب و جوار میں رہنے والے بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے ان میں پانی نہ آیا، ایک ہفتے تک اسی عذاب میں مبتلا رہے۔

دوسرا عذاب

پھر اللہ پاک نے ٹڈیاں بھیجیں جو ان کی کھیتیاں، پھل، درختوں کے پتے، مکان کے دروازے، چھتیں، تختے، سب سامان یہاں تک کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئیں اور فرعونیوں کے گھروں میں بھر گئیں جبکہ بنی اسرائیل کے یہاں نہ آئیں۔

تیسرا عذاب

پھر قُمّل کا عذاب آیا، یہ گھن، جوں یا ایک چھوٹا سا کیڑا تھا جس نے جو کھیتیاں اور پھل باقی بچے تھے وہ کھا لیے، کپڑوں میں گھس جاتا، جلد کو کاٹتا، کھانے میں بھر جاتا، حتی کہ اگر کوئی دس بوری گندم چکی پر لے جاتا تو تین سیر واپس لاتا باقی سب کیڑے کھا جاتے، یہ کیڑے فرعونیوں کے بال، بھنویں، پلکیں چاٹ گئے، ان کے جسم پر چیچک کی طرح بھر جاتے، ان کا سونا دشوار کر دیا تھا، یہ مصیبت بھی سات روز تک رہی۔

چوتھا عذاب

یہ عذاب مینڈک کی صورت میں آیا، ان کی ہانڈیوں، کھانوں اور چولہوں میں مینڈک بھر جاتے جس سے آگ بجھ جاتی، وہ لیٹتے تو مینڈک اوپر سوار ہوتے، کوئی آدمی بیٹھتا تو اس کے پاس مینڈک بھر جاتے، بولنے کے لیے منہ کھولتا تو مینڈک منہ میں داخل ہو جاتے۔ اس عذاب سے بھی وہ باز نہ آئے۔

پانچواں عذاب

پھر اللہ پاک نے ان پر خون کا عذاب نازل کیا، ان کے تمام کنوؤں، چشموں اور نہروں کا پانی دریائے نیل کا پانی غرض کہ ہر پانی ان کے لیے تازہ خون بن گیا، سات دنوں تک پینے کے لیے خون کے سوا کچھ نہ ملا۔ ان تمام عذابات کو دیکھ کر بھی وہ ایمان نہ لائے۔[2]

معجزات کی تعداد

اللہ پاک کا فرمان ہے: وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ (پ15، بنی اسرآءیل:101) ترجمہ: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں۔ یہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیے جانے والے جن نو معجزات کا ذکر ہے ان میں سے سات معجزات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ وہ ان نو میں شامل ہیں، وہ سات یہ ہیں: عصا، ید بیضا، طوفان، ٹڈی، گھن، مینڈک اور خون، البتہ بقیہ دو معجزات کون سے ہیں اس میں اختلاف ہے، چنانچہ حضرت ابنِ عباس سے مروی روایت کے مطابق وہ دو معجزات حضرت موسیٰ کی زبان کی گرہ کا کھلنا (جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے) اور دریا کا پھٹنا اور اس میں راستہ بننا ہے (اس کا بیان آگے آئے گا)۔ جبکہ دوسری روایت کے مطابق ان سے مراد سالوں کا قحط اور پھلوں کی کمی ہے۔[3]

فرعونیوں کی ہٹ دھرمی کی سزا

الغرض جب فرعونی حضرت موسیٰ کے عظیم معجزات دیکھنے کے باوجود اپنے کفر و عناد پر قائم رہے اور ان لوگوں کی سرکشی کا سبب ان کا مال و دولت، دنیوی جاہ و زینت اور دل کی سختی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ان کی بربادی کی دعا کی: رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (پ11، یونس:88) ترجمہ: اے ہمارے رب! ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور ان کے تمام اموال، کھیتیاں، ہیرے جواہرات سب پتھر بن گئے۔[4]

حضرت موسیٰ کو اللہ پاک نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو رات میں مصر سے نکال کر لے جائیں اب بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون اور اس کی قوم کی تباہی کا وقت آ چکا ہے۔ چنانچہ،

دریا کا پھٹنا

حکم کے مطابق حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات مصر سے نکل گئے، جب فرعون نے ان کے مصر

سے نکلنے کی خبر سنی تو اس نے نمائندے بھیج کر مختلف شہروں سے لشکر جمع کر لیے اور ان کے ساتھ حضرت موسیٰ و بنی اسرائیل کا تعاقب کیا، جب فرعونی ان کے قریب پہنچ گئے تو بنی اسرائیل کہنے لگے کہ اب تو ہم پکڑے جائیں گے، حضرت موسیٰ نے فرمایا: كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۶۲﴾ (پ19، الشعراء:62) ترجمہ: ہرگز نہیں، بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ابھی مجھے راستہ دکھادے گا۔

اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ اپنا عصا دریا پر ماریں، چنانچہ آپ نے دریا پر عصا مارا تو اچانک وہ پھٹ کر بارہ راستوں میں تقسیم ہو گیا، ہر راستہ بڑے پہاڑ جیسا ہو گیا اور ان کے درمیان خشک راستے بن گئے۔ (5)

بنی اسرائیل چونکہ بارہ قبائل تھے ایک ہی راستے میں ایک دوسرے کے ساتھ چلنا مشکل تھا اس لیے ہر قبیلے کے لیے علیحدہ راستہ بنایا گیا، دریا میں بارہ راستے یوں بنے کہ ہر راستے کے دائیں بائیں پانی کی بلندی عظیم پہاڑوں جیسے تھی اور وہ ان پہاڑوں کی زمینی سطح میں چل رہے تھے، کہنے لگے کہ پتا نہیں ہمارے دوسرے بھائی زندہ ہیں یا پانی میں غرق ہو گئے، تو درمیان سے روشن دانوں کی طرح پانی کو ہٹا دیا گیا وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے دریا عبور کر گئے۔ (6)

فرعون اور فرعونیوں کا ڈوبنا

فرعون اور اس کے لشکر نے بھی دریا میں راستہ دیکھ کر اپنے گھوڑے دوڑائے لیکن وہ بنی اسرائیل کو نہ پا سکے، حضرت عطاء بن سائب سے مروی ہے کہ فرعونیوں اور بنی اسرائیل کے درمیان جبرائیل امین تھے جو بنی اسرائیل کے پچھلے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال رہے تھے کہ جلدی چلو، اگلے لوگوں سے مل جاؤ اور فرعونیوں کے دلوں میں یہ بات ڈال رہے تھے کہ آہستہ چلو پچھلے لوگوں کو ساتھ ملنے دو۔ (7)

بنی اسرائیل جب دریا عبور کر چکے اور فرعونی ابھی درمیان میں ہی پہنچے تھے تو پانی آپس میں مل گیا اس طرح فرعون اور اس کی قوم کے تمام لوگ ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد چھ لاکھ تھی سب ڈوب گئے۔ (8)

جب فرعون ڈوبنے لگا تو اس امید پر اپنے ایمان کا اظہار کرنے لگا کہ اللہ پاک اسے اس مصیبت سے نجات دے دے گا، اس وقت اس سے کہا گیا کہ کیا اب حالتِ مجبوری میں جبکہ عذابِ الٰہی کا شکار ہو کر ڈوبنے لگا ہے اور زندگی سے ناامید ہو چکا ہے، اس وقت ایمان لاتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمان اور فسادی تھا اب تو ہم تیری لاش کو بعد والوں کے لیے عبرت کا نشان بنا کر باقی رکھیں گے۔

فرعون کو دریا میں ڈبونے کا جو عذاب دیا گیا یہ اس کی اپنی تجویز کردہ سزا کے مطابق تھا، جیسا کہ مروی ہے: ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک تحریری سوال لائے، جس کا مضمون یہ تھا کہ ایسے غلام کے بارے میں بادشاہ کا کیا حکم ہے جس نے ایک شخص کے مال و نعمت میں پرورش پائی، پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہو گیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا دعوے دار بن گیا؟ اس پر فرعون نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اسے دریا میں ڈبو دیا جائے، جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت جبرئیل نے اس کی وہی تحریر اس کے سامنے کر دی اور اس نے اسے پہچان لیا۔ (9)

(یہ سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ اگلی قسطوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزید معجزات و عجائبات بیان ہوں گے۔)

---

1. تذکرۃ الانبیاء، ص532
2. تفسیر بغوی، 2/159 تا 161 مفہوماً
3. تفسیر بغوی، 3/115
4. تفسیر بغوی، 2/308
5. تفسیر جلالین، ص312
6. تذکرۃ الانبیاء، ص540، 541- تفسیر کبیر، 8/507
7. تفسیر کبیر، 8/507
8. تذکرۃ الانبیاء، ص541
9. تفسیر نسفی، ص484

سیدہ زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بعد جس مقدس خاتون کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا، وہ سیدہ زینب بنتِ خزیمہ ہیں۔ ان کی مختصر سیرت پیشِ خدمت ہے:

آپ کا نام زینب، والد کا نام خزیمہ بن حارث اور والدہ ہند بنتِ عوف ہے۔ آپ کا نسب حضرت مُضَر میں جاکر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نسب شریف سے مل جاتا ہے۔ حضرت مُضَر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے 18 ویں جَدِّ محترم (دادا جان) ہیں۔[1]

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے صحیح تر قول کے مطابق آپ مشہور صحابی حضرت عبدُ اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو ہجرت کے تیسرے سال جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے۔[2] تو حضور نے رمضان 3 ہجری میں ان سے نکاح کر لیا[3] اور یہ اُمُّ المساکین کی جگہ اُمُّ المومنین کہلانے لگیں۔[4] یہ بھی مروی ہے کہ جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے اپنا معاملہ آپ کے حوالے کر دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان سے گواہوں کی موجودگی میں 12 اُوقِیہ چاندی اور ایک چادر مہر کے عوض نکاح فرمالیا۔[5]

اعلیٰ اوصاف

آپ کا شمار اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں ہوتا ہے۔[6] آپ ان چند خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے کو حضور پر (نکاح کے لئے) پیش کیا۔[7] آپ ان چار عظیم بہنوں کی اَخَواتی یعنی ماں شریک بہن ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اَلْاَخَوَاتُ الْمُؤْمِنَات کا لقب عطا فرمایا۔[8] آپ بچپن ہی سے بہت سخی تھیں؛ غریبوں اور مسکینوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھانا کھلایا کرتی تھیں، اس لئے لوگ آپ کو اُمُّ المساکین کہا کرتے تھے۔[9]

آپ زمانۂ جاہلیت سے ہی اس مبارک لقب سے مشہور ہو چکی تھیں۔[10] حضور آپ کی وفات تک آپ سے بے حد خوش رہے۔[11] حضور کی مقدس بیویوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ صرف آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک زندگی میں وصال فرمایا۔[12] ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عنہن میں صرف آپ کی نمازِ جنازہ خود پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ادا فرمائی۔ کیونکہ علما نے یہی لکھا ہے کہ اُمُّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جنازہ مبارکہ کی نماز نہیں ہوئی کہ اس وقت یہ نماز ہوئی ہی نہ تھی، اس کے بعد اس کا حکم ہوا ہے۔[13] آپ کی وفات کے بعد حضور نے حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور انہیں آپ ہی کے حجرے میں رہائش عطا فرمائی تھی۔[14]

وصال حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نکاح میں آنے کے 8 ماہ بعد ربیعُ الآخر 4 ہجری میں 30 برس کی عمر پاکر وصال فرمایا۔ جبکہ ایک قول کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نکاح میں آنے کے بعد صرف دو یا تین ماہ زندہ رہیں۔[15]

---

1 فیضان امہات المومنین، ص124، 125 2 مواہب لدنیہ، 1/411 3 مواہب لدنیہ، 1/411 4 جنتی زیور، ص494 5 سبل الہدی والرشاد، 11/205 6 فیضان امہات المومنین، ص24 7 مراٰۃ المناجیح، 5/95 ملخصاً 8 معرفۃ الصحابہ، 6/3354، حدیث:7676 9 جنتی زیور، ص493 10 مستدرک، 5/44، حدیث:6884 11 جنتی زیور، ص494 12 الاستیعاب، 1/146 13 فتاویٰ رضویہ، 9/369 14 طبقات ابن سعد، 8/73 15 شرح زرقانی، 4/418

یہ کیسا لباس ہے؟

محترمہ اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ ملیر کراچی

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا نے اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی موجودگی میں ایک عورت کے بارے میں کہا: یہ لمبے دامن والی ہے۔ تو حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کچھ تیرے منہ میں ہے نکال پھینک۔ چنانچہ انہوں نے حضور کے حکم پر اپنے منہ میں کچھ محسوس کر کے اسے باہر نکالا تو وہ گوشت کا ایک ٹکڑا تھا۔ (1)

معلوم ہوا کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لباس کی برائی بیان کرنا بھی غیبت میں داخل ہے، جبکہ اگر اس کے سامنے ایسا کہا جائے تو یہ دل دکھانے کا باعث ہو اور کسی مسلمان کی غیبت کرنے اور اس کا دل دکھانے کی شریعت میں ہرگز اجازت نہیں۔ ہاں! اگر کسی کا لباس غیر شرعی ہو تو نرمی سے سمجھانے میں حرج نہیں، نیز اگر معلوم ہو یا ظنِّ غالب ہو کہ سمجھانے سے وہ مان جائے گی تو اصلاح کرنا واجب ہو گا۔

عام طور پر ہم سے ملنے والے لوگوں کی ایک بڑی تعداد ہمارے ظاہری حلیے، لباس اور پہننے اوڑھنے کی بنیاد پر ہی ہمیں جانچ رہی ہوتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ جب خوبصورت لباس پہننا صرف خواتین کے ساتھ مخصوص تھا لیکن اب مرد بھی اس معاملے میں خواتین کی گویا برابری کرتے نظر آتے ہیں اور یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ لباس کی زیب و زینت کا خیال رکھنا عورتوں میں زیادہ ہے یا مَردوں میں! فیشن اور باڈی ٹائپ کے مطابق لباس پہننا اتنا ضروری سمجھ لیا گیا ہے کہ اگر کوئی اس معیار پر پورا نہ اترے تو اسے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

معاشرتی طور پر بنائے گئے ان فضول اسٹینڈرڈز کے مطابق کپڑے بنوانے میں ایک تو بھاری رقم خرچ ہوتی ہے جو ہر ایک کے بس میں نہیں، دوسرا ہر ایونٹ کے لئے نیا لباس بنوانے کے چکر میں اخراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے، جبکہ ایسی تقریبات کے لئے بنائے گئے لباس عام روٹین میں پہنے بھی نہیں جاتے بلکہ وارڈروب کی زینت بن کر رہ جاتے ہیں اور اتنی دیر میں فیشن ہی بدل جاتا ہے۔

یاد رکھئے! اعلیٰ و عمدہ لباس سے آپ کا امپریشن تو اچھا ہو گا لیکن جو چیز آپ کو مستقل دلوں پر راج کرنے والا بنائے گی وہ آپ کا اچھا اخلاق ہے۔ اگر آپ دوسروں کے ساتھ برے سلوک سے پیش آئیں گی تو آپ کے عمدہ لباس کو وہ بالکل نظر انداز کر دیں گی اور آپ کا وہ رویہ یاد رکھیں گے جس نے ان کے دل کو ٹھیس پہنچائی تھی۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ ہمیں ایک مُہذَّب اور صاف ستھرے انداز میں رہنا چاہیے اور پردے کی رعایت کے ساتھ خواتین کا زینت اختیار کرنا بھی شرعاً مطلوب ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پہننے اوڑھنے ہی کو مقصدِ زندگی بنالیا جائے، برینڈڈ ڈریسز کی خریداری کے لئے گھر والوں کو پریشان کیا جائے یا ایک تقریب میں پہنا گیا لباس دوسری تقریب میں پہننا خلافِ شان سمجھا جائے۔ مت بھولئے کہ آخرت میں حساب بھی دینا ہے۔ اس لئے کپڑے بنواتے وقت کفایت شعاری اور سمجھ داری سے ایسے لباس بنوایئے جو بعد میں استعمال بھی کئے جا سکیں۔ جو کپڑے آپ کے پہننے میں نہیں آ رہے وہ دوسروں کو دے دیجئے۔ اپنا اخلاق اور کردار ایسا رکھئے کہ خواتین کی توجہ آپ کے لباس پر نہیں بلکہ آپ کی ذات پر ہو۔ اللہ پاک ہمیں لباسِ تقویٰ عطا فرمائے۔ آمین بِجاہِ خاتمِ النبیین صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم

1 موسوعہ لابن ابی الدنیا، 7/145، حدیث: 216

فیضانِ اعلیٰ حضرت

قصیدہ معراجیہ (قسط 2)



محترمہ بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

2

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
مَلک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادِل کا بولتے تھے

مشکل الفاظ کے معانی **شادیاں:** خوشیاں۔ **ملک:** فرشتے۔ **لے:** سُر، انداز۔ **گھر:** گانے کا ایک مخصوص انداز۔ **عنادل:** بلبل۔

مفہومِ شعر فرشتے اور آسمان اپنی اپنی طرز میں بلبل کی طرح خوشی کے نغمے الاپ رہے تھے: یہ کیسی بہار ہے! یہ کتنی خوشیوں والی رات ہے! ہر طرف خوشی و شادمانی کا سماں ہے، یہ خوشیاں مبارک ہوں اور باغوں کو بھی یہ آبادیاں مبارک ہوں۔

شرح شادی فارسی زبان کے لفظ شاد سے نکلا ہے جس کے معنی خوشی کے ہیں۔ عموماً شادی سے مراد نکاح کی خوشی لی جاتی ہے۔ البتہ شادی کے معنی خوشی اور جشن کے ہیں۔ بہار کا موسم انتہائی خوشگوار موسم ہوتا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی معراج کی خوشی میں عرش و فرش پر بہار کا سماں تھا۔ خیالِ رضا پہ قربان! فرماتے ہیں کہ بہار بھی خوشی سے جھوم رہی تھی، اس بہار کو فرشتے اور آسمان خوشی کی مبارکباد پیش کر رہے تھے۔ چونکہ حضور کے مبارک قدموں کی برکت سے چمن کو آبادیاں نصیب ہوئیں، لہٰذا فرشتے اور آسمان بلبل کی طرح شیریں انداز میں اسے مبارک باد پیش کر رہے تھے۔

3

وہاں فلک پر یہاں زمین میں رچی تھی شادی مچی تھی دُھومیں
اُدھر سے اَنوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

مشکل الفاظ کے معانی **فلک:** آسمان۔ **شادی:** خوشی۔ **انوار:** نور کی جمع۔ **نفحات:** خوشبوئیں۔

مفہومِ شعر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی معراج کی خوشی میں زمین و آسمان میں دھومیں مچی ہوئی تھیں، آپ کے استقبال کے لئے اللہ پاک کی طرف سے انوار ہنستے مسکراتے آ رہے تھے اور زمین میں ہر طرف خوشبوئیں پھیلی تھیں۔

شرح شبِ معراج زمین و آسمان میں خوشی منائی جا رہی تھی اور حضور کی عظمت و کرامت کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ ایک طرف حضور کو دلہا بنایا جا رہا تھا تو دوسری طرف آسمان پہ حضور کی آمد و استقبال کی تیاریاں جاری تھیں، پھر جب حضور معراج کو چلے تو آسمانوں سے انوار کی بارش ہونے لگی اور زمین سے خوشبوؤں کے فوارے ابلنے لگے۔

4

یہ چُھوٹ پڑتی تھی اُن کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نَصب آئنے تھے

مشکل الفاظ کے معانی **چھوٹ:** آزادی۔ **رُخ:** چہرہ۔ **نصب:** گڑے ہوئے، مقرر کیے گئے۔

مفہومِ شعر حضور کے مبارک چہرے کے نور سے عرش تک ہر چیز روشن ہو رہی تھی ایسے لگتا تھا جیسے قدم قدم پہ آئینے نصب کیے گئے ہیں جن سے ہر چیز جگمگا رہی ہو۔

شرح معراج کی رات حضور کے مبارک چہرے سے روشنی پھوٹ رہی تھی، گویا محسوس یوں ہوتا تھا کہ ہر جگہ آئینے نصب ہیں جن سے ہر چیز چمک رہی ہے۔ چونکہ حضور کا چہرۂ انور ویسے ہی نورانی تھا اور جب اس چہرۂ انور پہ خوشی کے آثار ہوتے تو یہ اور زیادہ دمکنے لگتا، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور ان کے پاس خوشی کی

حالت میں تشریف لائے تو آپ کے چہرۂ مبارک کے خطوط چمک رہے تھے۔[1]

5

نئی دُلھن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اِک تِل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

مشکل الفاظ کے معانی **پھبن:** سج دھج۔ **حجر:** پتھر، یہاں اس سے مراد حجرِ اَسْوَد ہے۔ **بناؤ:** سنگھار، سجاوٹ۔

مفہومِ شعر معراج کی رات کعبہ معظمہ بھی نئی دلہن کی طرح خوب سجا سنورا تھا اور حجرِ اسود کعبے کی کمر میں کالے تِل کی طرح لگ کر اس کے حسن و جمال میں اضافہ کر رہا تھا۔

شرح شبِ معراج کعبے کے حُسن و جمال کا عالم ہی جدا تھا، وہ نئی نویلی دلہن کی طرح سجا سنورا تھا اور گویا اسے نظرِ بد سے بچانے کے لئے حجرِ اسود کالے تِل کا کام کر رہا ہو۔

6

نظر میں دُولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے مُنھ پر آنچل تجلّی ذات بحت سے تھے

مشکل الفاظ کے معانی **آنچل:** پلو۔ **بحت:** خالص۔

مفہومِ شعر کعبہ معظمہ نے اپنی نظر میں حضور کے جلووں کو ایسے بسایا کہ حیا کی وجہ سے گویا اس کی محراب نے اپنا سر جھکا دیا اور اس کے سیاہ غلاف پر اللہ پاک کے خالص جلووں میں سے ایک جلوے کا نورانی آنچل ڈال دیا گیا۔

شرح جب حضور حرم شریف میں تیار ہو رہے تھے تو کعبے نے حضور کے جلووں کو اپنی آنکھوں میں بسا لیا، حیا کی وجہ سے محرابِ کعبہ جھک گئی، اس وقت کعبے کے سیاہ غلاف پر انوار و تجلیات کی برسات ہو رہی تھی۔

یاد رہے! کعبہ شریف پر پہلے غلاف نہیں ہوتا تھا، سب سے پہلے اسعد تُبَّع حِمْیَرِی نے کعبہ شریف پر غلاف چڑھایا،[2] اس کے بعد کعبہ شریف پر غلاف چڑھانے کا معمول ہو گیا۔ نیز کعبہ شریف کے غلاف کا رنگ شروع سے سیاہ نہیں تھا، مختلف زمانوں میں دوسرے رنگوں کے غلاف بھی چڑھائے گئے، البتہ اب عرصۂ دراز سے سیاہ رنگ کا ہی غلاف چڑھایا جاتا ہے۔

7

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دِلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وَجد آرہے تھے

مشکل الفاظ کے معانی **طاؤس:** مور۔ **امڈنا:** ابھرنا، ظاہر ہونا۔ **سماں:** نظارہ۔ **وجد میں آنا:** جھومنا۔

مفہومِ شعر معراج کی خوشی میں ہر طرف خوشی کے بادل چھا گئے، دل خوشی سے جگمگا رہے تھے، ہر طرف حضور کی ثناخوانی کا منظر تھا جس کو دیکھ کر حرم پر بھی وجدانی کیفیت طاری تھی۔

شرح زمین و آسمان میں خوشی کا سماں تھا، ملک فلک حضور کی ثنا خوانی میں مصروف تھے، کعبہ بھی وجد میں تھا اور یہ کوئی نئی بات نہ تھی کیونکہ پہلے بھی اس پر حضور کی ولادت کی خوشی میں تین دن اور تین راتوں تک وجد طاری رہا تھا۔[3]

معراج کی رات ہر طرف آپ کی نعت خوانی ہو رہی تھی:

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ عرش پہ طُرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے انہی کی داستان ہے

کائنات کی ہر چیز حضور کی ثناخواں کیوں نہ ہو کہ خود اللہ پاک آپ کا ثناخواں ہے، ربِّ کریم نے اپنے پاکیزہ کلام میں اپنے محبوب کی کئی طرح تعریف فرمائی ہے۔ کہیں چند آیات میں حضور کی نعت موجود ہے تو کہیں پوری سورت ہی حضور کے اوصاف بیان کرتی نظر آتی ہے، کہیں حضور کے مبارک شہر کی تو کہیں مُبارک چہرے کی قسم بیان فرمائی گئی، کہیں حضور کے خُلقِ عظیم کا ذکر ہے تو کہیں سیاہ زلفوں کا ذکر ہے، کہیں حضور کے مومنوں پر رؤف و رحیم ہونے کا ذکر ہے تو کہیں اپنی محبت کو پانے کے لیے اپنے محبوب کی پیروی کو لازمی قرار دیا، الغرض سارا قرآن ہی حضور کی نعت ہے۔

---

1 بخاری، 2/488، حدیث: 3555 2 مسند الحارث، 1/464، حدیث: 390
3 سیرت حلبیہ، 1/105

مدنی مذاکرہ

کربلا کے معنٰی

سوال کربلا کے کیا معنٰی ہیں؟

جواب یہ اصل میں کرب وبلا ہے، کرب کے معنٰی ہیں تکلیف، اضطراب اور مصیبت۔ بلا کے معنٰی ہیں آفت۔ یہ بعد میں کربلا ہو گیا یعنی آفتوں اور مصیبتوں کی جگہ۔[1]

کربلا کا واقعہ وصالِ ظاہری کے کتنے سال بعد پیش آیا؟

سوال کربلا کا واقعہ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وصالِ ظاہری کے کتنے سال بعد پیش آیا؟

جواب کربلا کا واقعہ 61 سن ہجری میں پیش آیا تھا[2] جبکہ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مدینہ پاک میں 10 سال حیاتِ ظاہری کے ساتھ تشریف فرما رہے تو یوں یہ واقعہ آپ کے وصالِ ظاہری کے 51 سال بعد پیش آیا۔[3]

امام حسین عورتوں اور بچوں کو کربلا کیوں لے کر گئے؟

سوال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عورتوں اور بچوں کو جنگ کے لیے کربلا کیوں لے کر گئے تھے؟

جواب امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا جنگ کرنے کا ارادہ ہی نہیں تھا اس لیے آپ اپنے ساتھ عورتوں اور بچوں کو لے کر گئے تھے۔ اہلِ کوفہ نے کم و بیش ڈیڑھ سو 150 خطوط لکھ کر حضرت امام حسین کو کوفہ بلایا تھا کہ آپ یہاں آجائیں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ آپ نے اپنا نمائندہ بنا کر امام مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کو کوفہ بھیجا تو وہ اپنے دو شہزادوں کو بھی اپنے ساتھ کوفہ لے گئے جہاں اٹھارہ ہزار 18000 کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ امام مسلم نے حالات دیکھ کر حضرت امام عالی مقام کو خط لکھ دیا کہ حالات صحیح ہیں آپ کوفہ آجائیں۔ اس وقت صحابی ابنِ صحابی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما جن کی عمر سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وصال ظاہری کے وقت آٹھ یا ساڑھے آٹھ سال تھی کوفہ کے گورنر تھے، چونکہ یہ صحابی تھے اس لیے یہ اہلِ بیت کے ساتھ کس طرح ناروا سلوک کر سکتے تھے لہٰذا انہوں نے امام مسلم کو عزت دی اور حضرت امام حسین کے لیے بھی بہت اچھے جذبات کا اظہار کیا چنانچہ یزید نے جب یہ دیکھا تو سوچا اگر کوفے کا گورنر امام عالی مقام کا احترام کرے گا اور ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہے گا تو کام خراب ہو جائے گا اور میری حکومت کا کیا بنے گا؟ لہٰذا ظالم یزید نے حضرت نعمان بن بشیر کو برطرف کر کے عبیدُ اللہ ابنِ زیاد کو کوفے کا گورنر بنا دیا جو کہ ایک سخت آدمی تھا۔ عبیدُ اللہ ابن زیاد نے گورنر بنتے ہی کوفہ والوں کو بڑی دھمکیاں دیں کہ اگر تم نے امام حسین کا ساتھ دیا تو تمہارے گھر اجاڑ دیئے جائیں گے اور تمہارے سر اڑا دیئے جائیں گے تو اس طرح اس نے کسی کو لالچ دے کر اور کسی کو دھمکی دے کر پیچھے ہٹا دیا یہاں تک کہ حضرت امام مسلم کے ساتھ صرف تین آدمی رہ گئے اور پھر وہ تین بھی آہستہ آہستہ کھسک گئے اور امام مسلم اکیلے رہ گئے۔ جب عبیدُ اللہ ابنِ زیاد کے سپاہیوں نے حضرت امام مسلم کو گھیرا تو آپ نے تلوار سونت لی اور ان سے مقابلہ کرنا شروع کر دیا، پھر سپاہیوں کا جو بڑا تھا اس نے دھوکا دینے کے لیے یہ چال چلی کہ حضرت امام مسلم سے کہنے لگا: آپ ہم سے کیوں لڑتے ہیں؟ آپ خود کو ہمارے حوالے کر دیں ہم عزت کے

ساتھ آپ کو واپس بھیج دیں گے۔ یہ سن کر حضرت امام مسلم مقابلہ کرنے سے رک گئے۔ سپاہیوں نے سواری کے لیے خچر پیش کیا، آپ اس پر بیٹھے تو انہوں نے گھیر کر شہید کر دیا اور پھر آپ کے پھول جیسے بچوں کو بھی شہید کر دیا۔ یوں ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بال بچوں کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے اور آپ کا یہ خیال تھا کہ خطرے والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ بلایا ہے تو میزبانی اور مہمان نوازی ہو گی اس لیے آپ اپنے بال بچوں کو لے کر کربلا تشریف لے گئے تھے۔[4] یاد رکھیے! جو بھی جنگ کے ارادے سے جائے گا وہ اپنے بال بچوں کو لے کر نہیں جائے گا۔[5]

امامِ عالی مقام کا سر انور کہاں دفن ہے؟

سوال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ انور کہاں دفن ہے؟

جواب امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا جسم مقدّس تو کربلا شریف عراق میں واقع آپ کے مزار شریف میں دفن ہے جبکہ سرِ انور کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ یزیدیوں نے آپ کے سرِ انور کو نیزے پر پھرایا اور پھر جسمِ مقدّس کے ساتھ دفن کر دیا۔ اسی طرح بعض روایات میں ہے کہ آپ کے سر انور کو جنّتُ البقیع میں خاتونِ جنّت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قرب میں دفن کیا گیا[6]۔[7]

ساداتِ کرام کی نسل کس سے چلی؟

سوال کیا ساداتِ کرام کی نسل صرف حضرت امام زینُ العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے چلی ہے؟

جواب ساداتِ کرام کی نسل خاتون جنّت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو شہزادگان حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سے چلی ہے۔ پھر حسینی ساداتِ کرام کی نسل حضرت امام حسین کے شہزادے حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے چلی جو کربلا میں شہید نہیں ہوئے تھے جبکہ حسنی ساداتِ کرام کی نسل حضرت امام حسن کے شہزادے حضرت حسن مثنّٰی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شہزادوں سے چلی۔ حضرت حسن مثنّٰی کربلائے معلّٰی میں شدید زخمی ہو گئے تھے جس کے باعث یزیدی انہیں شہید سمجھتے ہوئے زندہ چھوڑ کر چلے گئے، پھر قریبی گاؤں سے لوگ جب حالات کا مشاہدہ کرنے کربلائے معلّٰی آئے تو انہوں نے انہیں زخمی حالت میں پایا اور ان کا علاج معالجہ کیا، اللہ پاک نے انہیں صحت عطا فرمائی، یہ بہت بڑے عالمِ دین بنے اور انہوں نے 98 سال عمر پائی۔ حضرت حسن مثنّٰی کی شادی حضرت امام حسین کی شہزادی حضرت فاطمہ صغریٰ رحمۃ اللہ علیہا سے ہوئی جن کے بطن شریف سے حضرت عبد اللہ محض رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، انہیں محض اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں خاتونِ جنّت حضرت بی بی فاطمہ کی اولاد ہیں، باپ حضرت خاتونِ جنّت کے پوتے اور ماں ان کی پوتی۔[8] سب سے پہلے حسنی حسینی سید ہونے کا شرف انہیں حاصل ہوا۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حسنی حسینی سید اسی لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کا سلسلۂ نسب بھی والد کی طرف سے حضرت امام حسن اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسین تک پہنچتا ہے۔[9]

امام زین العابدین کی عمر مبارک

سوال حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ واقعۂ کربلا کے بعد کتنا عرصہ حیات رہے؟

جواب کربلا کا واقعہ 61 سنِ ہجری میں ہوا اور حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے 94 سنِ ہجری میں وصال فرمایا یعنی آپ کا وصال واقعہ کربلا کے 33 سال بعد ہوا۔ شرح شجرۂ قادریہ میں آپ کی عمر 58 سال لکھی ہے یعنی 58 برس کی عمر میں آپ کا انتقالِ باکمال ہوا[10]۔[11]

---

1 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/355 2 مستدرک، 4/172، حدیث: 4872 3 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/324 4 الکامل فی التاریخ، 3/385 تا 392 ملخصاً 5 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/351 تا 353 6 شامِ کربلا، ص 246 7 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/204 8 فتاویٰ رضویہ، 11/431 9 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/179 10 طبقات ابن سعد، 5/171، رقم: 755 11 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/349



سوشل میڈیا
کے منفی اثرات سے کیسے بچیں؟

اُمِّ میلاد عطاریہ*

اسلام ایک مکمّل نِظامِ حیات ہے جو زندگی گزارنے کے لیے ایک متوازن راستہ کی جانب راہنمائی کرتا ہے، زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے معاملات میں اسلام ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ ہم جس ماحول میں رہتے ہیں اُس ماحول کے ہم پر کیا حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں، اِسے خوشنما بنانے اور اس سے خود کو اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے سلسلے میں بھی اسلام ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

سوشل میڈیا ایک بہت بڑا پلیٹ فارم ہے جو عام طور پر کسی بھی قسم کی رقم اَدا کیے بغیر استِعمال کیا جاسکتا ہے، ہر شخص کی پہنچ میں ہے اور ہر مقام پر موجود ہے۔ سوشل میڈیا جدید دَور کا ایک اَہم اور طاقتور ذریعہ بن چکا ہے، انٹرنیٹ کی فراوانی نے ایک شخص کو اس کے گھر اور خاندان والوں تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ علاقے، شہر، ملک اور دنیا کے ہر کونے میں اس کی پہنچ آسان بنادی ہے۔ سوشل میڈیا کے جہاں فوائد ہیں وہیں اس کے نُقصانات بھی بہت ہیں چاہے بڑے ہوں یا بچے ان نقصانات کا شکار ہر فرد ہوتا نظر آرہا ہے۔ لیکن بِالخصوص بچّوں کے لیے یہ بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ہم ایسا نہیں سوچتے کہ اپنے بچّوں کو چھوٹی عمر میں رات کے وقت پارک میں اکیلا چھوڑ دیں۔ بالکل اسی طرح ہمیں یہ بھی نہیں کرنا چاہیے کہ بچّوں کو بغیر کسی نگرانی اور پابندی کے انٹرنیٹ / سوشل میڈیا پر کھلا چھوڑ دیا جائے۔ سب سے پہلے تو کوشش یہی ہو کہ بچّوں کو اس سے دُور ہی رکھا جائے مگر ہم سو فیصد بچّوں کو اس سے دُور رکھ سکیں یہ تقریباً ناممکن ہے کیونکہ کسی نہ کسی وجہ سے موبائل فون بچّوں کو دینا ہی پڑ جاتا ہے جیسا کہ آن لائن کلاسز، اَسائمنٹ بنانے، ریسرچ وغیرہ کرنے کے لیے بھی بچّوں کو اس کے استعمال سے روکا نہیں جاسکتا اور بچّے اپنی پڑھائی کے سلسلے میں سرچ کرتے کرتے کام کے بجائے کہیں اور ہی نکل جاتے ہیں۔ یوں سوشل میڈیا پر نقصان دہ مواد کے بچّوں پر اَثرات سے متعلّق خدشات بڑھ رہے ہیں۔ صرف بچّے نہیں بڑے بھی بِلاضَرورت سوشل میڈیا کی ایڈکشن (Addiction) کا شکار ہیں۔ بغیر کسی مقصد کے سوشل میڈیا پر بیٹھے رہنا آپ کی جسمانی، نفسیاتی صحت کے لیے بہت زیادہ نقصان دہ ہے ہم انسان ہیں ہمارے دماغ اور دل پر واقِعات کا اثر پڑتا ہے اور وہ اثر کافی دیر تک رہتا ہے، یہ نیچرل ہے لیکن سوشل میڈیا پر کیا ہو رہا ہے؟ آپ نے موبائل ہاتھ میں لیا ایک ویڈیو دیکھی کہ کار کا ایکسیڈنٹ ہوا اور بندے کی ٹانگ کٹ گئی آپ کے دماغ میں افسردگی آئی اگلے ہی لمحے آپ نے کلک کیا ایک اور ویڈیو آئی جس میں کوئی خوشی کی بات آرہی ہے کوئی ہنسنے کی بات آرہی ہے اگلے ہی سیکنڈ آپ کا دماغ خوشی کی خبر دیکھ رہا ہے، اب آپ نے ویڈیو اوپر کی آپ نے دیکھا اب کوئی غم کی خبر ہے کوئی ٹینشن کی کوئی دُکھ کی خبر ہے پھر اوپر گئے تو کوئی ہنسنے کی بات ہو رہی ہے، ایک منٹ کے اندر اندر کتنے کینوس تبدیل ہوگئے اتنا تیزی سے جذباتی اُتار چڑھاؤ انسان کا دماغ برداشت نہیں کر سکتا جتنی تیزی سے سوشل میڈیا گھما رہا ہے جس کی وجہ سے اب دماغ سے سوچنے سمجھنے کی، Creativity کی صلاحیّت ختم ہوتی جارہی ہے، ساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر ہائی فائی لائف اسٹائل دکھائے

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت
(دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

جاتے ہیں جو ہر ایک افورڈ نہیں کر سکتا اس سے تو اسٹریس، انزائٹی، احساسِ کمتری وغیرہ بھی مزید بڑھتی جاتی ہے، بڑے بھی اس قدر اس میں اپنے آپ کو مشغول نہ کریں۔ اسی طرح آہستہ آہستہ غیر محرموں کو دیکھنے کے، فحاشی و بے حیائی کی چیزوں کو دیکھنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

فحش مواد دیکھنے سے حیا اُٹھ جاتی، ایمان کمزور ہوتا اور فیوچر کو سخت نقصان ہوتا ہے۔ ہر موبائل میں ایک ایسا سسٹم ضَرور ہوتا ہے کہ جو فضول و فحش مواد کو بلاک کر دیتا ہے نیز آپ انٹرنیٹ کے استِعمال کا دورانیہ بھی متعین کر سکتے ہیں اور تو اور سونے کے اوقات کا بھی تعیّن کیا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ سوشل میڈیا پر آج کل بہت زیادہ مذہبی بیان وغیرہ چلتے ہیں انہیں سننے یا شیئر کرنے سے پہلے دس بار سوچ، سمجھ لیں کہ کیا واقعی یہ مستند علمائے حق علمائے اہلِ سنت کی باتیں ہیں، تو وہ سنیں اور وہی شیئر کریں ہر کسی کا بیان شیئر کر کے گمراہی کو پروموٹ مت کریں۔ ایک ہمارا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ جو چیز وائرل ہو جاتی ہے ہم اُسے سچّا سمجھنا شروع کر دیتے ہیں بغیر تحقیق کے ہزار لوگوں نے بھی اگر شیئر کیا ہوا ہے تو وہ اپنے عمل کے جوابدہ ہیں آپ کے پاس اگر اس کی تصدیق موجود نہیں ہے تو آپ کو اُسے آگے بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ پاک کے آخری نبی، رسولِ ہاشمی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کر دے۔ (مسلم، ص17، حدیث:7)

امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہم العالیہ فرماتے ہیں کہ سوشل میڈیا میں ایک چیز اگر اچھی ہے تو ایک ہزار ایک چیزیں اس میں بُری ہیں اچھائی اس میں نہ ہونے کے برابر ہے، فضول بُرائیاں، اُس کی غیبت، اُس کے عیب کھولنا یہ بالکل میدانِ جنگ ہے، میدانِ جنگ میں بھی اُصولوں سے جنگ لڑی جاتی تھی اس میں اُصول بھی نہیں ہیں اس سے تو جان چھڑانے میں ہی عافیت لگتی ہے۔

اگر آپ کو یا آپ کے بچوں کو سوشل میڈیا کی بہت ایڈکشن ہو گئی ہے اور آپ واقعی اس مسئلے پر سنجیدہ ہیں خود بھی اور اپنے بچّوں کو بھی فضولیات والی ایپس سے بچانے کے لیے ان پر پرائیویسی رکھیے اور سو فیصد اسلامی ایپ جس میں نہ تو کوئی ایڈ ہے نہ بے حیائی، نہ ہی من گھڑت و فضول چیزیں ہیں اسے خود بھی استعمال کیجیے اور اپنے بچّوں کو بھی صرف وہی استعمال کروایئے اس سو فیصد اسلامی ایپلی کیشن کا نام ہے Islam forever اِن شآءَ اللہ الکریم اس الٹرنیٹ سے آپ کی ایڈکشن کی بھی کاٹ ہو گی اور آپ خود کو نیکیوں کی طرف بھی بڑھتا ہوا پائیں گے۔





بُری عادتیں (قسط 11)

محترمہ ام ہالہ (بنتِ افضل) عطاریہ مدنیہ معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز ٹیل والا

دینی تعلیم کو ادھورا چھوڑ جانے کی وجوہات ذکر کیے جانے کا سلسلہ جاری ہے، ذیل میں بیان کردہ بُری عادت بھی ایسی ہی ہے جو عِلمِ دین کی برکتوں کے حصول میں رکاوٹ کا باعث ہے۔

سبق یاد نہ کرنا

حصولِ علم میں اپنے اسباق کو اچھے طریقے سے تیار کرنا بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ سبق یاد کرنے کا مقصد صرف امتحانات پاس کرنا ہی نہیں ہوتا بلکہ آئندہ زندگی میں کامیابی کے لئے بھی بہت ضروری ہے۔ یادداشت ایک ایسی صلاحیت ہے جو زیادہ استعمال سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ لہٰذا اپنی یادداشت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اپنے اسباق کو انتہائی توجہ سے یاد کرنے کی کوشش کیجئے اور درج ذیل باتیں بھی ہمیشہ یاد رکھئے:

اللہ پاک کی رضامندی اور گناہوں کی معافی دینی اسباق کو یاد کرنا اللہ پاک کی رضا کا سبب اور صغیرہ گناہ مٹنے کا ذریعہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق جس نے علم کی تلاش کی تو یہ تلاش اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگئی۔[1]

اس حدیثِ پاک کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: طالبِ علم سے صغیرہ (چھوٹے) گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جیسے وضو، نماز، وغیرہ عبادات سے۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ طالبِ علم جو گناہ چاہے کرے، یا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نیتِ خیر سے علم طلب کرنے والوں کو گناہوں سے بچنے اور گزشتہ (پچھلے) گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی توفیق دیتا ہے۔[2]

سبق یاد کرنے سے علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

دماغی ورزش دماغ کی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لئے اسے مسلسل مفید کاموں میں مشغول رکھنا بہت ضروری ہے۔ سبق یاد کرنے سے دماغ کی ورزش ہوتی ہے جس کی وجہ سے دماغ کے کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

اعتماد میں اضافہ سبق اچھی طرح یاد ہو تو خود اعتمادی بڑھتی ہے، اس موضوع پر عمدہ گفتگو کی جاسکتی ہے اور سوالات کے جوابات دینے کی اہلیت بڑھ جاتی ہے۔

اچھے نمبرز حاصل کرنے میں مدد پڑھنے کے دوران اگر اسباق اچھے طریقے سے یاد کئے جائیں تو امتحانات میں نمایاں نمبرز حاصل کرنے میں مشکل پیش نہیں آتی۔ لیکن کچھ اسٹوڈنٹس کو سبق یاد کرنے میں کافی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان کے سبق یاد کرنے کا انداز درست نہیں ہوتا، مثلاً: بعض اسٹوڈنٹس اندھیرے میں یا بہت تیز روشنی یا تیز دھوپ میں، یا سخت بیماری یا ٹینشن کی حالت میں سبق یاد کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض اسٹوڈنٹس موبائل چلاتے ہوئے یا کھاتے پیتے سبق یاد کرتے ہیں یا پھر سبق کو سمجھے بغیر لگاتار رٹا لگاتے رہتے ہیں اور کچھ کے سامنے بظاہر تو کتاب کھلی ہوتی ہے مگر دل و دماغ کہیں اور ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے اسٹوڈنٹس جلد بیزار ہو جاتے ہیں اور آخر کار اکتاہٹ کا شکار ہو کر ادارے کو ہی چھوڑ دیتے ہیں کہ جب سبق ہی یاد نہیں ہوتا تو پھر پڑھنے کا کیا فائدہ!

جن اسٹوڈنٹس کو یہ شکایت ہے کہ سبق جلدی یاد نہیں ہوتا یا یاد تو ہو جاتا ہے مگر جلد ہی بھول جاتا ہے تو ان کو سبق یاد کرنے کے درج ذیل طریقوں پر غور کر لینا چاہیے:

سبق عموماً دو طرح کا ہوتا ہے: یاد کرنے اور لکھنے والا۔ لکھنے والے سبق کے لئے زیادہ محنت کی حاجت نہیں ہوتی، لہٰذا جب تھکن کی حالت ہو تو لکھنے کا کام کر لیجئے اور جب آپ تازہ دم اور پر سکون ہوں تو یاد کرنے والا کام کر لیجئے۔ اگر آسانی ہو تو اسباق تیار کرنے کے لئے صبح کے اوقات کا انتخاب کیجئے کہ اس وقت عموماً طبیعت ہشاش بشاش ہوتی ہے اور صبح کے اوقات میں برکت بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضور نے اپنی اُمّت کے صبح کے کاموں میں برکت کی دعا فرمائی ہے۔[3]

سبق یاد کرنے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیجئے جہاں روشنی کا مناسب انتظام ہو اور شور بھی نہ ہو، تاکہ توجہ برقرار رہے اور بے توجہی سے بچ سکیں۔

سبق یاد کرنے کے لئے باوضو قبلہ رخ بیٹھئے کہ اس کی بے شمار برکتیں ہیں۔ جیسا کہ امام بُرہان الدین زرنوجی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: دو طلبہ علمِ دین حاصل کرنے پردیس گئے، دو سال تک دونوں ہم سبق رہے، جب وطن واپس لوٹے تو ایک زبردست عالم بن چکے تھے جبکہ دوسرا علم و کمال سے خالی ہی رہا۔ اس شہر کے علما نے اس پر خوب غور و خوض کیا، دونوں کے حصولِ علم کے طریقہ کار، انداز و تکرار اور بیٹھنے کے طریقوں وغیرہ پر تحقیق کی تو جو بات سامنے آئی وہ یہ تھی کہ جو عالم بن کر پلٹے ان کا معمول یہ تھا کہ وہ سبق یاد کرتے وقت قبلہ رخ بیٹھا کرتے تھے اور دوسرا جو کہ کورے کا کورا ہی پلٹا تھا اس کی عادت تھی کہ وہ قبلے کو پیٹھ کر کے بیٹھا کرتا تھا۔ چنانچہ تمام علما نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ خوش نصیب استقبالِ قبلہ کے اہتمام کی برکت سے عالم بنے۔ کیونکہ بیٹھتے وقت کعبۃ اللہ شریف کی سمت منہ رکھنا سنت ہے۔[4] لہٰذا سبق یاد کرنے کے لئے کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ کر کے بیٹھئے اور بسم اللہ شریف بھی پڑھ لیجئے کہ نیک کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اور حدیثِ پاک میں ارشاد ہے: جو بھی اہم کام بسمِ اللہ سے شروع نہیں کیا جاتا وہ نامکمل رہ جاتا ہے۔[5]

پھر اللہ پاک کی حمد کرتے ہوئے درود شریف پڑھ کر سبق کو توجہ کے ساتھ مکمل پڑھ کر مفہوم سمجھ لیجئے۔ اگر عربی کتاب ہے تو عبارت و ترجمہ بھی سمجھ لیجئے۔ اگر سبق لمبا ہو تو اسے کچھ حصوں میں تقسیم کر لیجئے۔ پھر درمیانی آواز کے ساتھ تین چار بار پڑھیئے۔ اس کے بعد اتنے حصے کو زبانی پڑھئے۔ اگر یاد ہو چکا ہے تو ٹھیک ورنہ جہاں سے بھولا ہو وہاں سے کتاب کھول کر دیکھ لیجئے۔ جب پہلا حصہ مکمل طور پر روانی کے ساتھ زبانی پڑھ لیں تب اگلے حصے کو شروع کیجئے۔ جب وہ یاد ہو جائے تو پہلے حصے کو بھی ساتھ ملا کر پڑھئے۔ اسی طرح جب سبق کے سارے حصے یاد ہو جائیں تو اب زبانی مکمل سبق پڑھئے۔

اسباق یاد کرنے میں حافظہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے، لہٰذا مضبوط حافظے کے لئے اللہ کریم سے دعا کیجئے، گناہوں سے بچئے کہ گناہ حافظے کی کمزوری کا سبب ہیں۔ نیز جسمانی صحت پر بھی توجہ دیجئے کہ صحت مند جسم ہی صحت مند دماغ رکھتا ہے۔ حافظہ مضبوط کرنے والی غذائیں کھایئے، مثلاً: کشمش اور بادام وغیرہ۔ اسی طرح حافظہ کمزور کرنے والی غذائیں، مثلاً: کھٹی چیزیں کھانے سے پرہیز کیجئے۔

ٹیچرز اور پیر و مرشد کی اطاعت کیجئے، ان کا ادب و احترام بجالایئے، ان شاء اللہ اس کی برکت سے بھی تمام رکاوٹیں دور ہوں گی اور آسانیاں آپ کا مقدر بنیں گی کہ پیرِ کامل کی نگاہِ فیض سے مشکلات دور ہوتی ہیں۔ اس معاملے میں شجرۂ شریف کے اوراد و وظائف اور دعائیہ اشعار بالخصوص یہ شعر پڑھنا انتہائی مفید ہے:

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

اللہ کریم تمام اسٹوڈنٹس کو روشن حافظہ اور اعلیٰ بصیرت عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 ترمذی، 4/295، حدیث: 2657 2 مراۃ المناجیح، 1/203 3 ابو داود، 3/51، حدیث: 2606 4 تعلیم المتعلم، ص114 5 جامع صغیر، ص391، حدیث: 6284



دارُالافتاء اَہلسنّت

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مَدَنی*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 سنتِ قبلیہ چھوٹ گئیں تو ادائیگی کا کیا طریقہ ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

1 جماعت کھڑی ہونے میں اتنا وقت باقی نہ ہو کہ سنتِ قبلیہ مکمل پڑھی جاسکیں تو کیا حکم ہے؟ سنتیں شروع کی جائیں یا جماعت کے بعد انہیں ادا کیا جائے؟

2 سنت قبلیہ اگر چھوٹ جائے تو اس کو ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

1 فجر کی سنتوں کے علاوہ دیگر تمام سنن قبلیہ میں اصل یہ ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا جانتا ہے کہ امام کے پہلی رکعت کے رکوع ادا کرنے سے پہلے وہ جماعت میں شامل ہو جائے گا تو یہ سنتیں ادا کرے پھر جماعت میں شامل ہو اور اگر اسے ظنِ غالب ہے کہ سنت پڑھنے کے سبب پہلی رکعت کا رکوع بھی نہیں مل سکے گا تو اب سنتیں پڑھنے کے بجائے جماعت میں شامل ہو جائے۔ جبکہ فجر کی سنت کا حکم یہ ہے کہ اگر اسے معلوم ہے کہ امام کے ساتھ قعدہ میں بھی شامل ہو جائے گا تو سنت فجر پڑھے پھر جماعت میں شامل ہو اور اگر اندیشہ ہو کہ جماعت مکمل نکل جائے گی تو سنتِ فجر چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔

ضروری تنبیہ: کسی بھی نماز کی سنت قبلیہ اگر اتنے وقت پہلے پڑھ رہے ہیں کہ جماعت کھڑی ہونے سے پہلے مکمل نہیں ہو سکتی تو ہمیشہ مسجد کے پیچھے کسی مقام پر ادا کریں یا گھر سے ہی پڑھ کر آئیں۔ صفوں کے درمیان یا بلا حائل پیچھے کھڑے ہو کر نہ پڑھیں۔

2 اگر فجر کی سنت قبلیہ چھوٹ جائے تو سورج نکلنے کے 20 منٹ بعد سے زوال کے وقت سے پہلے اسے ادا کر سکتے ہیں اور اس کا ادا کرنا مستحب ہے۔ ظہر کی سنت قبلیہ چھوٹ جائے تو فرض ادا کرنے کے بعد پہلے دو سنت پڑھیں اور پھر چار سنت پڑھیں اگر چاہیں تو پہلے چار سنت پڑھ لیں پھر دو سنت ادا کریں، البتہ پہلا طریقہ بہتر ہے۔ جبکہ عشاء کی سنت قبلیہ اگر چھوٹ جائے تو ان کو فرض کے بعد ادا کرنا بطور سنت نہیں ہو گا بلکہ یہ نفل نماز کے طور پر ادا ہوں گی، اور عصر کی سنتیں اگر چھوٹ جائیں تو ان کو فرض کے بعد نہیں پڑھ سکتے۔

عصر اور عشاء کی سنت قبلیہ چھوٹ جائیں تو اب ان کی ادائیگی بطور سنت کے نہیں ہو سکتی کیونکہ سنت سے متعلق ضابطہ یہی ہے کہ اس کی قضا نہیں کی جائے گی، البتہ نص کی وجہ سے صرف فجر کی سنت کی قضا اسی دن زوال سے پہلے تک اور ظہر کی سنن قبلیہ کی قضا ظہر کے فرض کے بعد ظہر کا وقت ختم ہونے سے پہلے تک ادا کی جاتی ہے اس کے علاوہ کسی سنت کی قضاء نہیں

* شیخ الحدیث و مفتی
دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

ہے البتہ عشاء سے پہلے کی سنتیں اگر فرضوں کے بعد ادا کیں تو وہ بطور مستحب ادا ہوں گی، اور عصر کی سنتوں کو فرض کے بعد ادا کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ عصر کے بعد نفل ادا نہیں کیے جاسکتے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 نماز میں اردو زبان میں لقمہ دیا تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اِس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب نے چار رکعتیں فرض پڑھانی تھیں، امام صاحب نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا، سلام پھر جانے کے بعد پیچھے سے ایک مقتدی نے کہا "امام صاحب آپ نے دو رکعتیں پڑھائی ہیں" امام صاحب کو اس کے لقمہ کی وجہ سے یاد آیا جس پر امام صاحب اس کا لقمہ لے کر فوراً کھڑے ہو گئے اور چار رکعتیں مکمل کیں اور آخر میں سجدہ سہو کیا، تو اب نماز کا کیا حکم ہو گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں امام سمیت سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ امام صاحب نے جب دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو امام اور سب مقتدی اس وقت بھی حکمِ نماز میں ہی تھے، پھر امام صاحب کو لقمہ دینے کے لئے مقتدی کا نماز کے اندر کلام کرنے سے اس مقتدی کی نماز فاسد ہو گئی؛ کیونکہ نماز میں کلام کرنا مفسدِ نماز ہے اگرچہ اصلاحِ نماز کے لئے ہو، اور اس کے لقمہ کا حکم نماز سے باہر شخص کے لقمہ کی مانند ہو گیا، اور نماز سے باہر شخص کا لقمہ لینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، لہٰذا امام صاحب نے اس کا لقمہ لے لیا، تو امام صاحب و دیگر مقتدیوں کی بھی نماز فاسد ہو گئی، امام سمیت دیگر مقتدی سب نماز کا اعادہ کریں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 سالگرہ کا کیک منہ پر مل دینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل ایک نیا ٹرینڈ چلا ہے کہ کسی شخص کی سالگرہ ہو تو اس کے دوست کیک کاٹتے ہوئے اس کیک کو پہلے اس شخص کے چہرے پر ملتے ہیں، پھر آپس میں ایک دوسرے کے منہ پر مل دیتے ہیں۔ اس طرح وہ کیک کافی مقدار میں ضائع بھی ہو جاتا ہے۔ نیز بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ سالگرہ کے موقع پر دوست آپس میں مل کر انڈے خریدتے ہیں اور پھر جس کی سالگرہ ہوتی ہے اس کو وہ انڈے مارتے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کیا دینِ اسلام میں ان کاموں کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

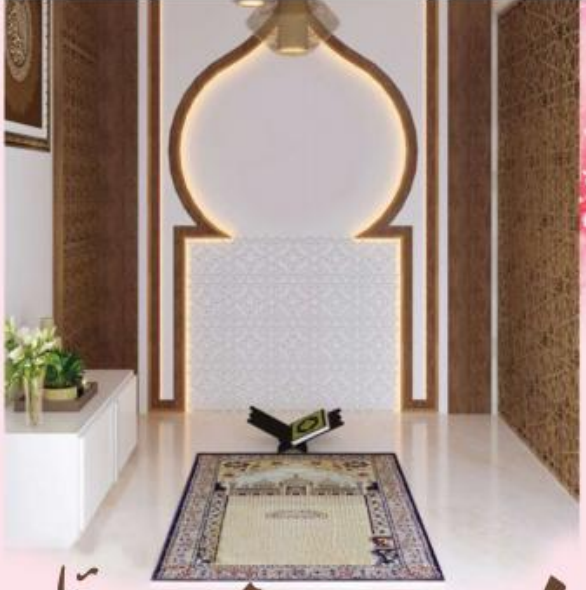
اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سالگرہ کے موقع پر دوستوں کا کیک کو یوں آپس میں ایک دوسرے کے منہ پر ملنا، اسی طرح انڈے مارنا مال کا ضیاع یعنی اسراف ہے اور اسراف ناجائز و حرام ہے۔ نیز منہ پر کریم یوں ملنا کہ چہرہ بگڑ جائے مثلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ یونہی اس میں ایذائے مسلم جیسے حرام کام کے خطرات بھی موجود ہیں۔

البتہ اگر کوئی مسلمان ان خرافات اور دیگر ناجائز امور (گانے باجے، بے پردگی وغیرہا) سے بچتے ہوئے سالگرہ مناتا ہے تو یہ جائز ہے۔ بلکہ اس میں عزیزوں سے صلہ رحمی، مسلمانوں کو عمدہ کھانے کھلانے، صدقہ و خیرات کرنے وغیرہ کی اچھی نیتوں کے ساتھ اور ہو سکے تو روزہ رکھ اور نوافل پڑھ کر زندگی کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں تو ان سب نیک کاموں کا ثواب بھی ملے گا۔

کسی چیز کو یوں زمین پر پھینکنا کہ جو کسی بھی مصرف میں استعمال نہ ہو سکے اسراف ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم



اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مَدَنی*

1 نماز نہ پڑھی تھی کہ ناپاکی کے ایام آگئے تو نماز کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ظہر کا وقت شروع ہونے کے بعد نماز ظہر کی ادائیگی میں دیر کر دی حتی کہ دو گھنٹے گزر گئے لیکن ابھی تک عورت نے ظہر کی نماز ادا نہیں کی تھی کہ اسے حیض آگیا تو اس نماز کا کیا حکم ہو گا۔ کیا اس کی قضا کرنا لازم ہو گی اور کیا تاخیر کرنے سے گناہ گار کہلائے گی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں تاخیر کی بناء پر یہ عورت گناہ گار نہیں اور نہ ہی اس پر ظہر کی نماز قضا کرنا لازم ہے؛ کہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے اگر حیض شروع ہو جائے تو وہ نماز ساقط (معاف) ہو جاتی ہے اگرچہ وقت ختم ہونے سے تھوڑی دیر پہلے ہی شروع ہو جائے۔ البتہ اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے کے لیے مختص کی ہو اس میں عبادت کی عادت برقرار رکھنے کے لیے حیض کے ایام میں نماز پڑھنے کی مقدار بیٹھے اور تسبیح وغیرہ میں مشغول رہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 کیا حفظ کرنے والی مخصوص ایام میں قرآن پڑھ سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حافظہ عورت یا حفظ کرنے والی بالغہ لڑکیاں حیض کے ایام میں قرآن پاک کو یاد کرنے کی غرض سے قرآن پاک کو پڑھ سکتی ہیں یا چھو سکتی ہیں؟ ایک شخص (جو کہ عالم نہیں ہے، بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے) کا کہنا ہے کہ: حافظہ خواتین یا حفظ کرنے والی بچیاں اپنے مخصوص ایام میں قرآن پاک کو چھو سکتی اور قرآن پاک پڑھ سکتی ہیں کیونکہ اگر مخصوص ایام میں قرآن نہیں پڑھیں گی تو وقت ضائع ہو گا، اور حفظ کمزور ہو جائے گا۔ کیا یہ بات درست ہے۔ جبکہ اس شخص کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بالغہ عورت کو اپنے مخصوص ایام یعنی حالت حیض و نفاس میں قرآن پاک کی نیت کے بغیر صرف دو صورتوں میں قرآن پڑھنے کی اجازت ہے۔ (۱) ذکر و ثنا اور دعا کی نیت سے یعنی قرآن پاک کی وہ آیات جو ذکر و ثنا اور دعا کے معنی پر مشتمل ہیں، انہیں ذکر و ثنا، اور دعا کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کا قرآن ہونا متعین نہ ہو جیسے وہ آیات جن میں حمد باری تعالیٰ متکلم کے صیغے کے ساتھ ہے، حروف مقطعات، اور وہ آیات و سورتیں جن کی ابتداء میں حرف **"قل"** ہو جب انہیں **"قل"** کے ساتھ پڑھا جائے۔ (۲) معلمہ اپنی طالبات کو تعلیم کی غرض سے ایک ایک کلمہ کر کے سانس توڑ توڑ کر پڑھا سکتی ہے جبکہ تلاوت قرآن کی نیت نہ کرے۔

ان دو صورتوں کے علاوہ بالغہ عورت کو اپنے مخصوص ایام میں قرآن پاک حفظ کرنے یا حفظ کو یاد رکھنے یا کسی بھی دوسری غرض مثلاً وظائف وغیرہ کے لیے قرآن پاک پڑھنا حرام ہے، اور بحالت حیض و نفاس قرآن پاک کو چھونا بہر صورت حرام ہے۔ البتہ حافظہ خواتین یا حفظ کرنے والی بالغہ بچیاں اپنے مخصوص ایام میں قرآن پاک کو چھوئے اور زبان ہلائے بغیر اس کی طرف نظر کرتے ہوئے دل میں قرآن پاک پڑھ کر اپنا حفظ یاد رکھ سکتی ہیں۔

یہ کہنا کہ "حافظہ خواتین یا حفظ کرنے والی بچیاں اپنے مخصوص ایام میں قرآن پاک کو چھو اور پڑھ سکتی ہیں" غلط و باطل ہے، اور یہ شخص محض اپنے اٹکل سے بغیر کسی دلیل کے غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے گناہ گار ہے، اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور آئندہ غلط مسئلہ نہ بتائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شیخ الحدیث و مفتی
دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور



میت کی رسومات (قسط1)

محترمہ بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ
معلمہ فیضانِ شریعت کورس جامعۃ المدینہ گرلز جوہر ٹاؤن لاہور

کوئی کتنا ہی جی لے آخر مرنا ہی پڑے گا، جب مرنے والا اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو لواحقین اور عزیز و اقارب پر اس کے غسل و کفن دفن کی ذمہ داری آن پڑتی ہے، لیکن تجربہ یہی ہے کہ کفن دفن کے شرعی احکام اور صحیح طریقہ کار سے لاعلم ہونے کے سبب لوگ پریشان ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض لوگ اپنی برادری و خاندانی رسم و رواج کے مطابق غسل اور کفن دفن کا انتظام کرتے ہیں تو بعض کسی پیشہ ور یا سرد خانے اور ہسپتال سے غسل دینے والے کی خدمت حاصل کر لیتے ہیں اور بعضوں کو کچھ سجھائی نہیں دیتا تو ایک دوسرے کو مشورے دیتے ہیں کہ یوں یوں کرنا چاہئے۔ چونکہ انہوں نے کبھی کسی مردے کو غسل دیا ہوتا ہے نہ انہیں کفن دفن کا طریقہ آتا ہے، لہٰذا ایسی حالت میں بیچارے مردے کو بڑی بے دردی کے ساتھ جیسے تیسے غسل و کفن دے کر دفنا دیا جاتا ہے اور علم نہ ہونے کے سبب بڑے بوڑھوں کی بات پر عمل کر لیا جاتا ہے اس بات کی پروا کیے بغیر کہ یہ عمل شریعت کے نزدیک کیا حکم رکھتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان چاہے کسی قوم، مذہب اور ملک و ملت سے تعلق رکھنے والا ہو، اپنی پیدائش سے لے کر موت تک وہ رسومات کے بندھن میں بندھا ہوا ہے، چنانچہ ہمارے یہاں خوشی و غمی کی دیگر رسومات کی طرح میت کے موقع پر بھی کچھ چیزیں "زندگی کی آخری رسومات" کے طور پر ادا کی جاتی ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ میت کے متعلق رائج معاملات و رسومات کو دیکھا جائے تو یہ دو طرح کے ہیں: موت سے پہلے اور موت کے بعد۔

موت سے پہلے کے معاملات انسان پر موت سے پہلے حالتِ نزع طاری ہوتی ہے، نزع کے لغوی معنی ہیں: کھینچنا اور اس سے مراد روح کا جسم سے نکلنا ہے، اسی کو جان نکلنا اور موت آنا بھی کہتے ہیں۔[1] یہ وقت چونکہ اخروی کامیابی یا ناکامی کے لئے انتہائی اہم ہے، جیسا کہ مروی ہے: اعمال کا دار و مدار خاتمے پر ہے۔[2] لہٰذا کسی پر ایسا وقت آئے تو قریبی لوگ رونے میں مصروف ہو جاتے ہیں، حالانکہ اس وقت سورۂ یٰسٓ اور سورۂ رعد کی تلاوت کرنی چاہئے۔[3] نیز سنت یہ ہے کہ مرنے والے کو سیدھی کروٹ پر لٹا کر قبلہ رخ کر دیں، یا پھر اسے چِت (کمر کے بل) لٹائیں اور ممکن ہو تو سر کو قدرے اونچا رکھیں تاکہ منہ بھی جانبِ قبلہ ہو جائے، البتہ اگر قبلہ کو منہ کرنے میں دشواری ہو کہ اسے تکلیف ہو گی تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔[4] نزع کے وقت اپنے اور اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہیے اور کوئی برا کلمہ زبان سے نہ نکالئے کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔[5]

وقتِ نزع کلمہ کی تلقین وقتِ نزع کلمہ پڑھنے کی تلقین کرنا مستحب ہے۔[6] یہی وجہ ہے کہ عموماً لوگ مرنے والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھتے ہیں۔ لہٰذا اس وقت مکمل کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی تلقین کرنی چاہئے، کیونکہ جو نزع میں ہو، اس کے پاس دو شیطان ماں باپ کی شکل میں آتے ہیں، جن میں سے ایک اسے (معاذاللہ) یہودی اور دوسرا عیسائی ہونے کی دعوت دیتا ہے تو کلمہ طیبہ کی تلقین شیطان کے اس وسوسے کو دور کرنے میں مددگار ثابت ہو گی اور محض لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے یہ وسوسہ دور نہیں ہو گا کہ اتنا یہودی اور عیسائی بھی مانتے ہیں، لہٰذا بوقتِ نزع مکمل کلمہ طیبہ کی تلقین کی جائے تاکہ شیطان کے اس وسوسہ کا علاج ہو سکے۔[7] یعنی اس کے پاس بلند آواز سے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھیں۔[8]

حیض و نفاس والی کا نزع کی حالت والے کے پاس جانا کیسا؟ حالتِ نزع والے کے پاس حیض و نفاس والی کو نہیں آنے دیا جاتا، حالانکہ اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ! جس کا حیض و نفاس ختم ہو گیا اور اس نے ابھی غسل نہیں کیا اسے اور جس پر غسل فرض ہو اس کو نہیں آنا چاہئے کہ جہاں یہ ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اسی طرح مکان میں کتے یا کسی تصویر کا یہی حکم ہے کہ اگر مکان

میں ہوں تو ان کو ہٹا دیا جائے۔[9]

موت کے بعد کے معاملات روح کے بدن سے جدا ہوتے ہی شور شروع ہو جاتا ہے اور میت کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے، ادھر میت کا بدن اکڑنا شروع ہو جاتا ہے، حالانکہ اس وقت میت زیادہ توجہ کی محتاج ہوتی ہے، اس کو اس کے حال پر نہ چھوڑا جائے، بلکہ ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جاکر گرہ دے دیں کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں، یہ کام گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو جیسے باپ یا بیٹا وہ کرے۔[10]

اچانک موت مرنے والے کا حکم بعض لوگ اچانک موت کا شکار ہونے والوں کے متعلق کہتے ہیں کہ اسے کلمہ طیبہ پڑھنا نصیب نہیں ہوا۔ حالانکہ اس بارے میں کلام نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خیال رہے کہ اگر مومن بوقتِ موت کلمہ نہ پڑھ سکے جیسے بیہوش یا شہید وغیرہ تو وہ ایمان پر ہی مرا کہ زندگی میں مومن تھا، لہٰذا اب بھی مومن بلکہ اگر نزع کی غشی میں اس کے منہ سے کلمہ کفر سنا جائے تب بھی وہ مومن ہی ہوگا اس کا کفن دفن نماز سب کچھ ہوگی، کیونکہ غشی کی حالت کا ارتداد معتبر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتے وقت کلمہ پڑھانا حدیث پر عمل کے لیے ہے نہ کہ اسے مسلمان بنانے کیلئے، مسلمان تو وہ پہلے ہی ہے۔[11]

میت کے پیٹ پر آئینہ رکھنا بعض لوگ میت کے پیٹ پر الٹا آئینہ رکھنا لازمی سمجھتے ہیں، علمائے کرام اس کے متعلق فرماتے ہیں: میت کے پیٹ پر الٹا یا سیدھا کسی بھی طرح آئینہ رکھنا ضروری نہیں، البتہ! میت کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔ مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ ایسا کرنا باعثِ تکلیف ہوگا۔[12]

پیٹ کا بچہ اور ماں دونوں کا انتقال ہو جائے تو؟ جب ماں اور اس کے پیٹ میں موجود بچہ دونوں فوت ہو جائیں تو اس عورت کو اس طرح دفن کیا جائے کہ مردہ بچہ اس کے پیٹ میں رہے۔ مردہ بچہ نکالنے کے لیے مرحومہ کا پیٹ چاک کرنا اور اسے تکلیف دینا جائز نہیں، کیونکہ مردے کو بھی ان چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔[13]

میت کے گھر کھانا پکانا / پکے ہوئے کھانے کو پھینک دینا بعض لوگ گھر میں میت ہوتے ہی گھر میں پکا ہوا کھانا پھینک دیتے ہیں اور میت کے گھر کھانا بنانے کو جرم سمجھتے یا اس بات کو لازم سمجھتے ہیں کہ پڑوسی ہی گھر والوں کو کھانا کھلائیں، ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے، بلکہ گھر میں بنا ہوا کھانا اگر کھانے کے لائق ہے، خراب نہیں ہوا تو اسے پھینکنا اسراف و رزق کی بے حرمتی و سخت گناہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عموماً جس گھر میں میت ہو وہ غم کی وجہ سے کھانا نہیں بناتے، اس لیے چاہیے کہ ان کے گھر پہلے دن کھانا بھیج دیا جائے اور اصرار کر کے انہیں کھلایا جائے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کھانا بنانا ہی حرام ہو یا بنا ہوا کھانا پھینک دیا جائے بلکہ جب پہلے سے کھانا موجود ہے اگر وہ گھر والوں کو کفایت کرے تو اب دوسروں کو کھانا بھیجنا بھی نہیں چاہیے کہ حاجت نہیں۔[14] نیز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: موت کی پریشانی کے سبب وہ لوگ پکاتے نہیں ہیں، پکانا کوئی شرعاً منع نہیں، یہ سنّت ہے کہ پہلے دن صرف گھر والوں کے لئے کھانا بھیجا جائے اور انہیں بااصرار کھلایا جائے، نہ دوسرے دن بھیجیں، نہ گھر سے زیادہ آدمیوں کے لئے بھیجیں۔[15]

میّت کے پاس کھڑے ہو کر تلاوت کرنا میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس کھڑے ہو کر تلاوت کرنا مکروہ ہے، مگر تلاوت کے علاوہ ذکر و اذکار کرنے میں حرج نہیں، البتہ اگر میّت کے پورے بدن کو کسی کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے تو غسل دینے سے پہلے بھی تلاوت کر سکتے ہیں۔[16] جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: میّت کے پاس تلاوتِ قرآنِ مجید جائز ہے، جبکہ اس کا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔[17]

---

1 تجہیز و تکفین کا طریقہ، ص73 2 بخاری، 4/274، حدیث: 6607 3 بہارِ شریعت، 2/808، حصہ: 4 ملخصاً 4 بہارِ شریعت، 2/807، 808، حصہ: 4 ملخصاً 5 بہارِ شریعت، 2/808، حصہ: 4 ملخصاً 6 فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: Har-5271 7 فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: Har-5271 8 جوہرہ نیرہ، ص130 9 بہارِ شریعت، 2/808، حصہ: 4 ملخصاً 10 جوہرہ نیرہ، ص131 11 مراۃ المناجیح، 2/444 12 فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: WAT-344 13 فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: Web-612 14 فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: WAT-3181 15 فتاویٰ رضویہ، 9/90 16 فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر: Har-4203 17 بہارِ شریعت، 2/809، حصہ: 4

ہمدردی



اُمِّ انس عطاریہ رکن انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ

ہمدردی فارسی زبان کے دو الفاظ ہم اور درد سے مرکب ہے۔ درد کے معنی دکھ اور تکلیف کے ہیں جبکہ لفظ ہم شریک کے معنی میں ہے۔ لہٰذا ہم دردی کا معنی ہوا: آپس میں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا۔

اسلام دوسروں سے ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے، دینی فوائد ہوں یا دنیوی منافع، دوسروں کی فکر کرنا اور بھلائی چاہنا اسلام کی روشن تعلیمات کا حصہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم صحابہ کے لئے فکر مند رہتے تو ایمان نہ لانے والے کافروں کی ہدایت کے لئے بھی انتہائی غمگین رہا کرتے تھے، جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے: فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ۝ (پ15، الکہف:6) ترجمہ: اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو ہو سکتا ہے کہ تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کو ختم کر دو۔ حالانکہ مشرکینِ مکّہ آپ کو اور آپ کے غلاموں کو پریشان کرتے اور ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے تھے، اس کے باوجود حضور ان کے ایمان نہ لانے کے باعث انتہائی غمزدہ رہا کرتے۔

خود غرض انسان صرف اپنا بھلا چاہتا ہے، خواہ اس سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہو، جبکہ ہمدرد سب کی بھلائی چاہتا اور دوسروں کو خود پر ترجیح دیتا ہے اور یہی مومنانہ وصف ہے جسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے: وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۝ (پ28، الحشر:9) ترجمہ: اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود حاجت ہو۔ مخلوقِ خدا پر ایثار و ہمدردی کرنا بھی عبادت ہی ہے، جیسا کہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جن و انس کی پیدائش جس عبادت کے لیے کی گئی وہ دو طرح کی ہے: پہلی حکمِ الٰہی کی تعظیم اور دوسری مخلوقِ خدا پر شفقت۔[1]

اکثر اسلامی احکام میں ہمدردی اور غریب پروری کا تصور واضح نظر آتا ہے، مثلاً زکوٰۃ کہ امیر اپنے مال کا 40 واں حصہ نکال کر غریب و نادار مسلمان کو دے تاکہ اس کی مدد ہو۔ اسی طرح قربانی کہ اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کر کے ایک حصہ غریبوں کو دیا جائے۔ نیز سود حرام ہونے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے انسانی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہو جاتی ہے اور سود خور اپنے مقروض کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے[2] اور انسانی ہمدردی اس سے رخصت ہو جاتی ہے۔

ان احکامات کے علاوہ ہمدردی کی بعض ایسی مثالیں بھی ہیں جو اخلاقِ حسنہ اور حسنِ معاشرت کے طور پر اسلامی اقدار و روایات کا حصہ ہیں، لہٰذا اسلامی تعلیمات کی رُو سے ہمدردی کی چند صورتیں یہ ہیں:

بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا ایک روایت میں بھوکے کو کھانا کھلانے والے کو قیامت کے دن یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ پاک اسے اپنے عرش کا سایہ عطا کرے گا۔[3] جبکہ ایک روایت کے مطابق جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے اللہ پاک بروزِ قیامت اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ پاک اسے رحیقِ مختوم یعنی جنت کی سربند شراب پلائے گا۔[4]

غریبوں، بے کسوں کے کام آنا مکہ مکرمہ سے مسلمان بے سرو سامانی کے عالم میں اپنا گھر بار، کاروبار چھوڑ کر جب مدینے پاک

پہنچے تو انصار نے کمال ہمدردی کا مظاہرہ کیا جس کی مثال ملنی مشکل ہے، مگر یہاں تو حال یہ ہے کہ غریب رشتہ داروں سے ہمدردی تو دور کی بات ان کی طرف نظر تک نہیں کی جاتی۔

مریض کے ساتھ ہمدردی مریض کے ساتھ ہمدردی کی ترغیب ایک روایت میں کچھ یوں دلائی گئی ہے کہ مریض کی عیادت کرنے والے کے لئے دو فرشتے مقرر کئے جائیں گے جو قیامت تک اس کی قبر میں اس کی عیادت کریں گے۔[5]

تعزیت کرنا کسی کا کوئی قریبی فوت ہو جائے، کاروبار میں نقصان ہو جائے یا چوری ڈکیتی کی واردات ہو جائے یا وہ کسی اور مصیبت کا شکار ہو جائے تو **جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے اس کے لئے اس مصیبت زدہ جیسا ثواب ہے۔**[6]

نیکی کی دعوت دیجئے مسلمانوں کی اخروی بھلائی اور ہمدردی کی ایک صورت نیکی کی دعوت دینا بھی ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہمدردی کرتے ہوئے مسلمانوں کو نیکی کی دعوت دیں اور سب سے پہلے یہ ہمدردی اپنے گھر سے شروع کریں بچوں کو جس فکر کے ساتھ اسکول کے لیے جگاتی ہیں کہ بچوں کا مستقبل روشن ہو، اسی طرح ان کی آخرت سنوارنے کی بھرپور کوشش کریں، صبح نمازِ فجر کے لیے جگائیں، فرائض کی پابندی کرنا اور سنتیں اپنانا سکھائیں۔ اسی طرح خاندان والوں، پڑوسیوں اور سہیلیوں پر بھی ہمدردی کرتے ہوئے انہیں نیکی کی دعوت دیں۔

ہمارے بزرگوں کا مسلمانوں سے ہمدردی کا جذبہ کمال کا تھا، اس کی ایک جیتی جاگتی مثال امیرِ اہلِ سنت کی ذاتِ مبارکہ ہے، الحمدُ للہ آپ مجموعی طور پر تمام مسلمانوں سے محبت فرماتے ہیں، تحریرات، مدنی چینل اور ہفتہ وار مدنی مذاکروں میں مسلمانوں کی خیر خواہی پر مبنی باتیں آپ کی مسلمانوں سے محبت اور ہمدردی کی واضح مثالیں ہیں۔

ہمدردی صرف انسانوں کے ساتھ نہیں بلکہ جانوروں اور دیگر مخلوقات کے ساتھ بھی ہونی چاہیے، رب العالمین بے نیاز ہے جس بات پر چاہے پکڑ فرمالے اور جس بات کو چاہے بخش دے۔ کئی ایسے واقعات اور مثالیں ملتی ہیں جن میں جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کے ساتھ کی جانے والی ہمدردی کے فوائد کا ذکر ہے، مثلاً

حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: اللہ پاک نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کیا اور ارشاد فرمایا: تم میری بارگاہ میں کیا لائے ہو؟ میں نے مختلف عبادات کا ذکر کیا تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: تم ایک مرتبہ بیٹھے لکھ رہے تھے کہ ایک مکھی تمہارے قلم پر آگئی تو تم نے اس پر رحم کرتے ہوئے سیاہی چوسنے کے لیے اسے چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا پس اسی کی وجہ سے میں آج تم پر رحم کرتا ہوں۔ جاؤ! میں نے تمہیں بخش دیا۔[7]

ہمدردی کے فوائد ہمدردی میں دینی و دنیوی بہت سی بھلائیاں پوشیدہ ہیں، مثلاً ہمدردی کرنے والی کو اپنے سوشل سرکل میں خوب عزت و محبت ملتی ہے۔ خاندان میں بھی عزت و اہمیت بڑھتی ہے۔ ہمدردی کرنے والی اگر کسی کو نیکی کی دعوت دے تو جلد اثر ہوتا ہے۔ ہمدردی کرنے والی کی اولاد پر بھی اس کا عکس پڑتا ہے اور وہ بھی ہمدردی کی صفت سے آراستہ ہوتی ہے۔ نیز ہمدردی کرنے والی سے بھی ہمدردی کی جاتی ہے۔

ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے کا طریقہ اپنے اندر ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اچھی صحبت کو اپنے اوپر لازم کر لیجیے۔ بزرگوں کے واقعات پڑھئے اور سنیئے، بالخصوص سیرتِ مصطفیٰ کا مطالعہ لازمی کر لیجئے۔ مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ سیرت کی کتابیں آسان انداز میں لکھی جاتی ہیں، انہیں اپنے گھر کی زینت بنائیے اور ان کی برکتیں حاصل کیجئے۔

---

1 تفسیر کبیر، 10/193 2 تفسیر صراط الجنان، 1/412 3 ترغیب وترہیب، 2/38، حدیث: 22 4 ترمذی، 4/204، حدیث: 2457 5 مسند الفردوس، 3/193، حدیث: 4536 6 ترمذی، 2/338، حدیث: 1075 7 فیض القدیر، 1/606، تحت الحدیث: 941



خودغرضی

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 37 ویں تحریری مقابلے سے منتخب کر کے ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیش کیے جارہے ہیں۔)

ہمشیرہ حنظلہ صابر (اول پوزیشن)
(درجہ: دورۃ الحدیث، فیضانِ اُمِّ عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ)

خودغرضی یعنی صرف اپنے فائدے، آرام اور مفاد کو ترجیح دینا اور دوسروں کے حقوق و احساسات کو نظر انداز کرنا۔ یہ ایک اخلاقی بیماری ہے جو انسان کو معاشرتی اور دینی ذمہ داریوں سے غافل کر دیتی ہے۔ قرآن و حدیث میں اس رویے کی سخت مذمت کی گئی ہے اور دوسروں کا خیال رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

قرآنِ مجید کی روشنی میں خودغرضی کی مذمت اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (پ28، الحشر:9) ترجمہ: اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود حاجت ہو۔ یہ آیت ایثار (دوسروں کو ترجیح دینے) کو ایک اعلیٰ صفت قرار دیتی ہے، جو خودغرضی کے برعکس ہے۔ اسی طرح خودغرضی کے حامل لوگوں کو قرآن میں منافقین کی صفات والوں میں شمار کیا گیا ہے۔ فرمانِ باری ہے: وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (پ30، الماعون:7) ترجمہ: اور برتنے کی معمولی چیزیں بھی نہیں دیتے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ایک روایت میں ہے کہ جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔[1] یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دوسروں کا خیال نہ رکھنا، خودغرضی کی علامت ہے اور اس پر اللہ کا غضب ہو سکتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔[2]

خودغرضی کے اسباب ❶ دنیا کی محبت جب انسان دنیاوی مال و اسباب کو اصل کامیابی سمجھے تو وہ خودغرض ہو جاتا ہے۔ ❷ نفس پرستی اپنی ذات کو سب سے اہم سمجھنا۔ ❸ ایمان کی کمزوری اللہ اور آخرت پر یقین کمزور ہو تو انسان صرف دنیاوی فائدے کو دیکھتا ہے۔ ❹ تربیت کا فقدان یعنی اچھی اخلاقی تربیت نہ ہونا۔

خودغرضی سے بچنے کے طریقے ❶ ایمان مضبوط کرنا آخرت پر یقین اور اللہ کے سامنے جواب دینے کا احساس پیدا کرنا۔ ❷ ایثار و قربانی کا جذبہ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دینا۔ ❸ سیرت النبی کا مطالعہ حضور کی زندگی ایثار و اخلاص کا نمونہ تھی۔ ❹ دعائیں اور استغفار اللہ پاک سے ہدایت اور دل کی صفائی مانگنا۔ ❺ اجتماعی زندگی کو فروغ دینا دوسروں کے ساتھ مل کر رہنے سے خودغرضی کم ہوتی ہے۔

خودغرضی ایسا منفی رویہ ہے جو نہ صرف انسان کو روحانی طور پر کمزور کرتا ہے بلکہ معاشرے کو بھی تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ ہم ایثار، محبت اور خدمتِ خلق کو اپنی زندگی کا شعار بنائیں تاکہ ایک بہترین معاشرہ قائم ہو سکے۔ اللہ کریم ہمیں تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بنتِ محمد اشرف عطاریہ
(درجہ: خامسہ، 137 روڈ سمندری فیصل آباد)

خودغرضی ایک ایسی اخلاقی بیماری ہے جو انسانی معاشرے

کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔ خود غرض انسان صرف اپنی ذات کے بارے میں سوچتا ہے اور دوسروں کے حقوق کی پروا نہیں کرتا۔ اسلام نے خود غرضی کو ایک ناپسندیدہ صفت قرار دیا ہے اور اس کے برعکس ایثار، سخاوت اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے کی تلقین کی ہے۔ قرآن و حدیث میں خود غرضی کی شدید مذمت کی گئی ہے اور اس کے برے اثرات سے خبردار کیا گیا ہے۔

خود غرضی کی تعریف خود غرضی کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات اور مفادات کو دوسروں پر ترجیح دے اور دوسروں کے حقوق کو نظر انداز کرے۔ خود غرضی ایک منفی صفت ہے جو معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔

قرآن میں خود غرضی کی مذمت اللہ پاک نے قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر خود غرضی کی مذمت فرمائی ہے اور اسے ناپسندیدہ فعل قرار دیا ہے اور جو خود غرضی نہیں کرتے ان کی تعریف کی گئی جیسا کہ ارشادِ باری ہے: وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (پ28، الحشر:9) ترجمہ: اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود حاجت ہو۔ اس آیت میں انصاری صحابہ کی انتہائی مدح کی گئی اور خود غرض لوگوں کے برعکس انہیں کامیاب قرار دیا ہے۔ اسی طرح اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (پ30، التکاثر:1،2) ترجمہ: زیادہ مال جمع کرنے کی طلب نے تمہیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ یہاں دنیاوی مفادات کی لالچ اور خود غرضی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جو انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہے۔

حدیث میں خود غرضی کی مذمت اس کے علاوہ حضور نے بھی خود غرضی کو سخت ناپسند فرمایا اور اس سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جو اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔[3] اس حدیث میں ایثار اور دوسروں کے ساتھ بھلائی کی تعلیم دی گئی ہے جو خود غرضی کی ضد ہے۔

بخل اور خود غرضی ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور حضور نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدترین ہے وہ بندہ جو بخل اور تکبر کرے۔[4]

خود غرضی کے نقصانات

خود غرضی کے کئی سماجی، اخلاقی اور روحانی نقصانات ہیں:

1 **سماجی بگاڑ** خود غرضی سے معاشرتی توازن بگڑ جاتا ہے، جس سے عدم مساوات اور ناانصافی جنم لیتی ہے۔

2 **روحانی نقصان** خود غرضی انسان کو اللہ پاک کی رحمت سے دور کر دیتی ہے، کیونکہ یہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے منافی ہے۔

3 **اخلاقی کمزوری** خود غرض انسان میں احساس ذمہ داری کم ہو جاتا ہے اور وہ دوسروں کے مسائل سے لاتعلق ہو جاتا ہے۔

خود غرضی سے بچنے کے طریقے

1 **ایثار اور سخاوت کو اپنانا** دوسروں کی مدد کرنا اور ان کے حقوق کا احترام کرنا خود غرضی سے بچنے کا بہترین طریقہ ہے۔

2 **آخرت کی یاد** اگر انسان یہ سوچے کہ اسے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو وہ خود غرضی سے بچے گا۔

3 **سیرتِ مصطفےٰ پر عمل** حضور کی زندگی ایثار اور قربانی کی بہترین مثال ہے، ہمیں ان کے طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔

الغرض خود غرضی ایک مذموم صفت ہے جسے اسلام نے سختی سے ناپسند کیا ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی مذمت اور اس کے نقصانات واضح بیان ہوئے ہیں۔ ایک حقیقی مسلمان وہی ہے جو ایثار اور سخاوت کو اپناتا ہے اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خود غرضی سے بچیں اور دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کریں تاکہ ایک بہتر اور پرامن معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 بخاری، 4/103، حدیث: 6013 2 بخاری، 1/16، حدیث: 13 3 بخاری، 1/16، حدیث: 13 4 ترمذی، 4/203، حدیث: 2456



63 نیک اعمال

(نیک عمل نمبر32)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ کامل ہوئی تو کامل لکھ دی جائے گی اور اگر مکمل نہ ہوئی تو اللہ پاک اپنے فرشتوں سے فرمائے گا: کیا تم میرے بندے کے پاس کوئی نفل پاتے ہو؟ تو وہ اس کے فرائض کو اس کے نوافل کے ذریعے پورا کر دیں گے۔[1] یہاں کمی سے ادا میں کمی مراد نہیں بلکہ طریقۂ ادا میں کمی مراد ہے یعنی اگر کسی نے فرائض ناقص طریقہ سے ادا کئے ہوں گے تو وہ کمی نوافل سے پوری کر دی جائے گی۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ بندہ فرض نماز نہ پڑھے، نفل پڑھتا رہے اور وہاں نفل فرض بن جائیں۔[2]

معلوم ہوا! فرض نمازیں ادا کرنا سعادت کی بات ہے تو پنج وقتہ نمازوں کی سنتِ قبلیہ و بعدیہ اور وتر و نوافل ادا کرنا بھی خوش بختی کی علامت ہے، یہی وجہ ہے کہ امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے اس پُرفتن دور میں آسانی سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقوں پر مشتمل شریعت و طریقت کے جامع مجموعے "63 نیک اعمال" میں یہ ترغیب دلائی ہے کہ ہم فرض رکعتوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ سنتِ مؤکدہ، سنتِ غیر مؤکدہ اور نوافل بھی ادا کریں۔ چنانچہ اس رسالے میں سوال نمبر 32 ہے: کیا آج آپ نے عصر یا عشا کی سُنتِ قَبلیہ پڑھیں (زہے نصیب! عصر اور عشا دونوں کی سُنتِ قَبلیہ اور ظہر و مغرب و عشا کے نوافل بھی ادا کئے جائیں۔)

یاد رہے! سنت کی دو قسمیں ہیں: (1) سُنتِ مؤکدہ اور (2) سُنتِ غیر مؤکدہ۔

سُنتِ مؤکدہ وہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو۔ البتہ! بیانِ جواز کے لئے کبھی چھوڑ بھی دیا ہو۔ اس کو ادا کرنے میں بڑا ثواب، کبھی اتفاقیہ طور پر چھوڑ دینے سے اللہ پاک و رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا عتاب اور اس کو چھوڑ دینے کی عادت ڈالنے والے پر جہنم کا عذاب ہو گا جیسے نمازِ فجر کی دو رکعت سنت، نمازِ ظہر کی چار رکعت فرض سے پہلے اور دو رکعت فرض کے بعد سنتیں، نمازِ مغرب کی دو رکعت سنت اور نمازِ عشا کی دو رکعت سنت یہ نمازِ پنج گانہ کی 12 رکعت سنتیں سب سُنتِ مؤکدہ ہیں۔[3]

سُنتِ غیر مؤکدہ وہ ہے جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی کبھی اس کو چھوڑ بھی دیا ہو اس کو ادا کرنے والا ثواب پائے گا اور اس کو چھوڑ دینے والا عذاب کا حق دار نہیں جیسے عصر کے پہلے کی چار رکعت سنت اور عشا سے پہلے کی چار رکعت سنت کہ یہ سب سنتِ غیر مؤکدہ ہیں، اس کو سنتِ زائدہ بھی کہتے ہیں۔[4]

مذکورہ سوال کا پہلا حصہ سنتِ غیر مؤکدہ یعنی عصر اور عشا کی سنتِ قَبلیہ کی ترغیب پر مشتمل ہے۔

عصر کی سُنتِ قبلیہ اس سے مراد عصر سے پہلے کی وہ چار رکعت ہیں جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھا کرتے تھے۔[5] احادیثِ مبارکہ میں ان کے بہت فضائل مروی ہیں، چند فضائل ملاحظہ فرمائیے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ

پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک اس بندے پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔[6]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت ہمیشہ عصر سے پہلے ان چار رکعتوں کو ادا کرتی رہے گی یہاں تک کہ زمین پر یقینی طور پر مغفرت یافتہ ہو کر چلے گی۔[7]

اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے اللہ پاک اس کے بدن کو آگ پر حرام فرمادے گا۔[8]

عشا کی سنتِ قبلیہ پڑھنا بھی باعثِ اجر وثواب ہے۔ لہٰذا ہمیں عصر وعشا کی سُنتِ قبلیہ نہیں چھوڑنی چاہئیں۔

سنتِ مؤکدہ وغیر مؤکدہ پڑھنے کا طریقہ جو سنتِ مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے۔ اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو کرے۔ ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ بھی نہ پڑھے۔ ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ بھی پڑھے، بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو ورنہ پہلا سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ کافی ہے۔[9]

نیک عمل نمبر 32 کا دوسرا حصہ ظہر، مغرب، عشا کے نوافل پڑھنے کی ترغیب پر مشتمل ہے، لہٰذا اس کے متعلق عرض ہے:

نفل عبادت سے مراد نفل کا لغوی معنی زائد ہونا ہے اور اصطلاح میں وہ عبادت ہے جو فرائض وواجبات پر زائد ہو اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے پر عذاب نہیں۔[10] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ عبادت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اصطلاح میں نفلی عبادت کو تَطَوُّع کہا جاتا ہے، یعنی جس عبادت کا شریعت نے مُکَلَّف نہ کیا ہو، بندہ اپنی خوشی سے کرے۔[11]

ظہر کے آخری دو نفل ظہر کے آخری دو نفل استقامت کے ساتھ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے، کیونکہ ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ ایک حدیثِ پاک میں ہے: جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعت پابندی سے ادا کیں تو اللہ پاک اسے آگ پر حرام فرمادے گا۔[12]

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہو گا اور اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اس پر (بندوں کی حق تلفیوں کے) جو مطالبات ہیں اللہ پاک اس کے فریق کو راضی کر دے گا یا یہ مطلب ہے کہ ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو یا یہ خوشخبری ہے اس چیز کی کہ سعادت پر اس کا خاتمہ ہو گا اور وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔[13]

اسی طرح مغرب اور عشا کے نوافل کی بھی بہت اہمیت ہے ہمیں ان فضیلتوں کو پانے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

سُنتِ قبلیہ و بعدیہ پر استقامت پانے کے لئے 63 نیک اعمال نامی رسالہ اپنے یہاں کے مکتبۃ المدینہ کے بستے سے ہدیۃً حاصل کر کے روزانہ فل کیجئے اور ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنے یہاں کی ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے ان شاء اللہ نیک اعمال کرنے کی جستجو پیدا ہو گی اور گناہوں سے چھٹکارا نصیب ہو گا۔

پڑھوں سنتِ قبلیہ وقت ہی پر ہوں سارے نوافل ادا یاالٰہی

---

1 ابوداود، 1/329، حدیث: 864 2 مراٰۃ المناجیح، 2/307 3 جنتی زیور، ص 210 4 جنتی زیور، ص 210 5 ترمذی، 1/437، حدیث: 429 6 ابو داود، 2/35، حدیث: 1271 7 معجم اوسط، 4/38، حدیث: 5131 8 معجم کبیر، 23/281، حدیث: 611 9 بہار شریعت، 2/667، حصہ: 4 10 تلخیص اصول الشاشی، ص 107 ملتقطاً 11 مراٰۃ المناجیح، 2/300 12 ترمذی، 1/436، حدیث: 428 13 رد المحتار، 2/547



تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کے 37ویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 175 مضامین کی تفصیل یہ ہے

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
حضور کی حضرت عائشہ سے محبت	100	خود غرضی	46	طلاق کے خاندان پر اثرات	29

مضمون بھیجنے والیوں کے نام

حضور کی حضرت عائشہ سے محبت اٹک حضرو: بنت محمد ایوب۔ حیدر آباد: لطیف آباد: بنت عبد الوحید خان۔ سیالکوٹ: تلواڑہ مغلاں: بنت اعجاز احمد، بنت بشارت علی، بنت جاوید سرور، بنت رزاق احمد، بنت عارف حسین، بنت محمد لطیف، بنت محمد نعیم، بنت نصیر احمد، ہمشیرہ غلام عباس۔ شفیع کا بھٹہ: بنت اشرف، بنت اشفاق احمد، بنت افضال، بنت اورنگزیب، بنت تنویر، بنت جہانگیر، بنت خوشی محمد، بنت راشد محمود، بنت راشد، بنت رضاء الحق باجوہ، بنت سرمد، بنت سید عاشق حسین شاہ، بنت شمس پرویز، بنت طاہر، بنت عثمان علی، بنت محمد اشرف، بنت محمد امجد، بنت محمد بوٹا، بنت محمد جمیل، بنت محمد حبیب، بنت محمد رمضان، بنت محمد سجاد احمد، بنت محمد سرور، بنت محمد سلیم، بنت محمد شاہد، بنت محمد طاہر، بنت محمد وسیم، بنت محمد یوسف، بنت ناصر، بنت ندیم جاوید، بنت کاشف شیراز، بنت اورنگزیب، بنت محمد یوسف، بنت جعفر حسین، ہمشیرہ حافظ اسامہ بن امین، ہمشیرہ حامد، ہمشیرہ محمد آصف، ہمشیرہ محمد فیصل، ہمشیرہ محمد منیب، ہمشیرہ میر حمزہ۔ مظفر پورہ: بنت ارشد علی خاور، بنت ارشد علی، بنت اظہر، بنت اعجاز، بنت جاوید حسین، بنت خلیل احمد، بنت غلام میراں، بنت محمد الیاس، بنت محمد شبیر، بنت محمد شہباز، بنت محمد طارق، بنت محمد عمران، بنت محمد نعیم طارق، بنت محمد نواز۔ معراج کے: بنت رضا حسین، بنت فرید، بنت لیاقت علی، بنت محمد افضل بھٹی، بنت محمد شفیق، بنت منور حسین۔ نند پور: ام ہانی، بنت عبد الستار مدنیہ، بنت محمد الیاس، بنت محمد انور، بنت محمد صدیق۔ پاکپورہ: بنت سید ابرار حسین، بنت شاہد، بنت فضل الحق۔ گلبہار: اخت فیصل خان، ام ہلال، بنت ایاز خان، بنت خالد حسین، بنت صدیق، بنت محمد شہباز۔ شیخوپورہ: فاروق آباد: بنت قربان۔ فیصل آباد: جھمرہ سٹی: بنت محمد انور۔ چناب: بنت ارشد محمود۔ ملتان: قادر پوراں: بنت محمد اسحاق۔ نیل کوٹ: بنت غلام حسین۔ کراچی: بنت فیض فرید، بنت عنایت علی، بنت شاکر، بنت محمد ندیم صدیقی۔ لیاقت آباد ٹاؤن: بنت عبد الجبار بلوچ۔ گلشن معمار: بنت محمد اکرم۔ نارتھ کراچی: بنت عبد الرشید مدنیہ، بنت محمد فہیم کھتری۔ عرب: بحرین شریف: بنت مقصود۔ ویسٹ بنگال: بنت شہاب۔

خود غرضی بہاولپور: یزمان: بنت محمد یونس۔ حیدر آباد: بنت عابد راجپوت۔ خوشاب: جوہر آباد: بنت اشرف۔ راولپنڈی: صدر: بنت محمد وسیم ظفر۔ سیالکوٹ: تلواڑہ مغلاں: بنت محمد جمیل، خوشبوئے مدینہ۔ شفیع کا بھٹہ: بنت شمس، بنت آصف علی، بنت اشرف، بنت اشفاق احمد، بنت اعجاز احمد، بنت افتخار احمد، بنت خلیل احمد، بنت ذوالفقار انور، بنت سلیم، بنت شبیر احمد، بنت طارق محمود، بنت عارف محمود، بنت عارف، بنت عرفان، بنت فضل الٰہی، بنت محمد احسن، بنت محمد اشفاق بھٹی، بنت محمد اصغر مغل، بنت محمد امین، بنت ناصر محمود، بنت کرامت، ہمشیرہ حنظلہ صابر، ہمشیرہ شہراز حسن۔ مظفر پورہ: بنت یاسر عشرت علی، بنت اعظم، بنت حافظ محمد شبیر، بنت محمد طارق، بنت محمد نواز، ہمشیرہ قاسم علی۔ معراج کے: بنت سلیم، بنت محمد عارف۔

نند پور: ام ہانی، بنت عبد الستار مدنیہ، بنت محمد صدیق۔ گلبہار: اخت فیصل خان، بنت رضوان احمد۔ فیصل آباد: سمندری 137 روڈ: بنت محمد اشرف۔ واہ کینٹ: گلشن کالونی: بنت مقبول احمد۔ کراچی: دھوراجی: بنت شہزاد احمد۔ نارتھ کراچی: بنت طفیل الرحمان ہاشمی۔

طلاق کے خاندان پر اثرات حیدر آباد: آفندی ٹاؤن: بنت محمد عمران مدنیہ۔ راولپنڈی: صدر: بنت محمد وسیم ظفر۔ سیالکوٹ: شفیع کا بھٹہ: بنت عبد المجید، بنت امجد پرویز، بنت انتظار حسین، بنت خالد پرویز، بنت رزاق بٹ، بنت سعید، بنت شبیر حسین، بنت شمس پرویز، بنت عبد الغفور، بنت غلام حیدر، بنت محمد شفیق، بنت محمد ندیم میاں، بنت گلزار، بنت ہمایوں، ہمشیرہ بلال حبیب، ہمشیرہ محمد حسین۔ مظفر پورہ: بنت عمران، بنت محمد طارق، بنت گلزار خان۔ معراج کے: بنت نور حسین۔ نند پور: ام ہانی، بنت عبد الستار مدنیہ، بنت محمد صدیق۔ گلبہار: اخت فیصل خان۔ کراچی: بنت اسماعیل، بنت سید ساجد علی۔ دھوراجی: بنت محمد عدنان۔

طلاق کے خاندان پر اثرات

بنتِ سید ساجد علی (اول پوزیشن)
(معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضان رضا سرجانی ٹاؤن کراچی)

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔[1]

اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (پ28، الطلاق:1) ترجمہ: اے نبی! (امت سے فرمادیں کہ) جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تمام حلال چیزوں میں اللہ پاک کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔[2]

طلاق کبھی کبھار نامناسب حالات میں حل بن جاتی ہے لیکن اس کے خاندان پر درج ذیل گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں:

بچوں پر اثرات طلاق سے سب سے زیادہ برا اثر بچوں کی زندگی پر پڑتا ہے۔ والدین کی علیحدگی کے سبب بچے اندرونی طور پر الجھن اور عدمِ تحفظ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خود اعتمادی کو کھو کر احساسِ کمتری و احساسِ محرومی میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی تعلیمی اور اخلاقی صلاحیتوں میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض بچے چڑچڑے، غصیلے اور ضدی بن جاتے بلکہ بعض اوقات معاشرتی برائیوں میں بھی ملوث ہو جاتے ہیں۔

مرد و عورت پر نفسیاتی دباؤ طلاق کے بعد میاں بیوی تنہائی اور احساسِ محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کو سماجی دباؤ اور مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؛ ساتھ ساتھ بچوں کی پرورش کرنے میں بے حد مسائل ہوتے ہیں۔ مرد حضرات بھی تنہائی اور قانونی معاملات سے دوچار ہوتے ہیں۔ معاشرتی اور خاندانی رابطے متاثر ہوتے ہیں۔ طلاق صرف دو افراد کے درمیان جدائی نہیں ہوتی بلکہ اس کے سبب دو خاندان جدا ہو جاتے ہیں۔ میل جول اور خوشی غمی کے مواقع پر فاصلے بڑھ جاتے ہیں۔ بعض اوقات تو نہ ختم ہونے والی لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے بالآخر خاندانی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

معاشرے پر اثرات فرد سے معاشرہ بنتا ہے۔ جب افراد میں جھگڑا ہوتا ہے تو معاشرے میں بھی بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور آنے والی نئی نسل بے راہ روی کا شکار ہو جاتی ہے کیونکہ معاشرے کی بنیاد خاندان پر ہوتی ہے اور طلاق خاندان کی بنیادوں کو ہلا دیتی ہے۔

اسلام طلاق کو مکمل طور پر روکتا نہیں ہے لیکن اس سے پہلے صلح کی کوشش کا حکم دیتا ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ (پ5، النسآء:35) ترجمہ: اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک مُنصِف مرد کے گھر والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک مُنصِف عورت کے گھر والوں کی طرف سے (بھیجو) یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا

کر دے گا۔

الغرض اسلام پہلے اصلاح و درگزر کا درس دیتا ہے، لیکن جب کوئی چارہ باقی نہ رہے تو پھر طلاق کی اجازت دیتا ہے تاکہ ظلم اور ناانصافی سے بچا جا سکے، لہٰذا میاں بیوی کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے معاملات کو سمجھ داری سے حل کرنے کی کوشش کریں۔

طلاق کے خاندان پر اثرات

بنتِ محمد عمران مدنیہ
(جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ گرلز آفندی ٹاؤن حیدر آباد)

ایک اچھا اور پُرسکون ماحول خاندان پر اچھا اثر چھوڑتا ہے۔ جبکہ طلاق کی وجہ سے خاندان پر اچھے اثرات نہیں پڑتے۔ طلاق اگرچہ ایک معقول وجہ پر واقع ہو مگر اس کے برے اثرات سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ ہمارے معاشرے میں طلاق ایک سنگین مسئلہ ہے اور وقت کے ساتھ شرحِ طلاق میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ معاشرے میں جہاں طلاق کو برا سمجھا جاتا ہے وہیں طلاق یافتہ خواتین کو الگ طبقہ شمار کیا جاتا ہے۔

طلاق کے اثرات میاں بیوی کے ساتھ ساتھ خاندان پر بھی پڑتے ہیں۔ مگر اولاد پر اس کے منفی اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔ بچے والدین کی جدائی کو برداشت نہیں کر پاتے اور ان کے جذبات کو سخت تکلیف پہنچتی ہے۔ بچے والدین کی مکمل توجہ مانگتے اور ماں اور باپ سے پیار و محبت چاہتے ہیں۔ والدین کے زیرِ سایہ اور شفقت میں ہی اولاد ذہنی اور اخلاقی خوبیوں اور صلاحیتوں کے ساتھ پروان چڑھتی ہے۔ نیز اولاد میں اتنی سمجھ اور قابلیت نہیں ہوتی کہ وہ والدین میں ہونے والی طلاق کے اسباب کو سمجھ سکیں۔ لہٰذا طلاق کی صورت میں اولاد کا والدین سے تعلق کمزور ہو جاتا ہے۔ ماں باپ اور اولاد میں جو تعلق ہونا چاہیے وہ قائم نہیں رہتا۔ بچوں کو اس بات کا بھی ڈر ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے جس سے ان کے مستقبل میں تعلقات کی نوعیت پر سوالات پیدا ہو سکتے ہیں۔

طلاق کے بعد بچوں کی تعلیمی کارکردگی بھی متاثر ہوتی ہے۔ اسکول اور دوستوں میں بچے خود کو کمتر محسوس کرتے اور عدم تحفظ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ بچے ذہنی بیماریوں کا شکار ہو کر نفسیاتی مسائل کا سامنا کرتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں یہ سب ہمیشہ کے لیے نقش ہو جاتا ہے۔ مرد اور عورت پر اس کے اثرات کچھ اس طرح ظاہر ہوتے ہیں کہ انہیں معاشی، جذباتی اور ذہنی طور پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ طلاق کے منفی اثرات اس وقت مزید بڑھ جاتے ہیں جب ارد گرد کے لوگ خاموش رہیں، انہیں سمجھانے اور سنبھالنے کے بجائے الٹے سیدھے سوالات کریں اور انہیں سہارا دینے کے بجائے ان پر الزامات لگاتے ہیں۔

اس کے علاوہ طلاق کے بعد مرد و عورت کو معاشرتی سطح پر تنقید اور اعتراضات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے سبب ان کے معاشرتی تعلقات میں خلل پیدا ہوتا ہے؛ ان میں خود اعتمادی کی کمی پیدا ہو جاتی ہے، یہ اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے انجام نہیں دے پاتے، یوں ان کے معمولاتِ زندگی بہت خراب ہو جاتے ہیں، ان حالات کی وجہ سے یہ افراد ذہنی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں، ان میں غصہ اور چڑچڑاپن جیسے جذبات جنم لیتے ہیں، ان کے اس رویے سے خاندان کے دیگر افراد بھی متاثر اور پریشان ہو جاتے ہیں، خاندان کے افراد کو خاندان میں پیدا ہونے والی کشمکش اور جذباتی اتار چڑھاؤ کا سامنا ہوتا ہے۔

خاندان کے فلاح و بہبود پر بھی اثرات پڑتے ہیں اور خاندانی توازن قائم نہی رہتا۔ الغرض طلاق ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اور طلاق کے اثرات سے نمٹنے کے لئے معاشرتی، قانونی اور نفسیاتی امداد کی ضروت ہوتی ہے تاکہ طلاق کے اثرات خاندان پر کم سے کم پڑیں۔

---

1. بہارِ شریعت، 3/110، حصہ:8
2. ابو داود، 2/370، حدیث:2178

تاثرات وسفارشات



محترمہ ام غزالی عطاریہ مدنیہ شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کے متعلق موصول تاثرات و تجاویز میں سے چند تاثرات و تجاویز ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیشِ خدمت ہیں۔

بنتِ عبد الرشید (ناظمہ جامعۃ المدینہ گرلز نندپور، سیالکوٹ)

تاثرات ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) بہت مفید میگزین ہے اور خواتین کے لئے بہت ہیلپ فل بھی۔ کیونکہ اس میں خواتین کے شرعی مسائل اور ان سے متعلق گھریلو معلومات کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

مشورہ علمِ دین کے اس عظیم الشان فیضان کو مزید عام کرنے کے لئے اگر ماہنامہ خواتین کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا جائے تو یہ کئی خواتین کے لئے سیلف موٹیویشن کا کام کرے گا۔

بنتِ محمد نواز (فیضانِ عائشہ صدیقہ مظفر پورہ سیالکوٹ)

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

تاثرات الحمدُ للہ میرا ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) پڑھنے کا معمول ہے، کیونکہ اس کے ذریعے علمِ دین کے قیمتی خزانے لوٹنے اور بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ ماہنامہ خواتین کی برکت سے ہمیں مختصر سے وقت میں ان چیزوں کا بھی علم حاصل ہوتا ہے جو بہت سی کتابوں کا کافی مطالعہ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ماہنامہ خواتین کے تمام مضامین باکمال اور بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

الحمدُ للہ میں خود ماہنامہ خواتین میں شامل سلسلہ **نئی لکھاری** کے تحت ہونے والے **تحریری مقابلے** کے لئے مضمون لکھ کر بھیجتی ہوں، مجھے مضمون لکھنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے، مثلاً مجھے نہ صرف مطالعہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے بلکہ ان چیزوں کے حوالے سے بھی رہنمائی مل جاتی ہے جن کے متعلق میں بہت زیادہ پریشان ہوتی ہوں۔

ہر اسلامی بہن کو ماہنامہ خواتین کے مضامین بغور پڑھنے چاہئیں اور سوچنا چاہیے کہ کیا میری زندگی انہی تعلیمات کے مطابق گزر رہی ہے یا نہیں! نیز ماہنامہ خواتین پڑھنے سے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور معاشرے میں پائے جانے والے دیگر فتنوں کا بھی خاتمہ ہوگا۔

مشورے ماہنامہ خواتین کو کتابی شکل میں شائع ہونا چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ خواتین اسے پڑھ کر فائدہ اٹھائیں۔ نیز ماہنامہ خواتین میں مدنی چینل کے پروگرام عقائد و نظریات کی طرز کا ایک سلسلہ بھی شامل ہونا چاہیے۔

ماہنامہ خواتین میں شامل خواتین کی اصلاح پر ہر مضمون اپنی مثال آپ ہے۔ اے کاش! ماہنامہ خواتین میں انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت پر بھی ایک مستقل سلسلہ شروع ہو جائے کہ اس سے ماہنامہ خواتین کی اہمیت و افادیت مزید بڑھ جائے گی اور کئی خواتین گھر بیٹھے ماہنامہ خواتین کے ذریعے انبیائے کرام علیہم السلام کی پاکیزہ سیرت سے بھی فیض پائیں گی۔ اسی طرح ماہنامہ خواتین میں شجرۂ قادریہ، رضویہ، ضیائیہ، عطاریہ کے اشعار کی شرح پر مشتمل ایک مستقل سلسلہ ہونا چاہیے تاکہ یہ خواتین کی معلومات میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان کے دلوں میں محبت و عظمتِ اولیا کا سبب بنے۔

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتی ہیں! اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز اس ای میل ایڈریس mahnamahkhawateen@dawateislami.net پر یا وٹس ایپ نمبر 03486422931 پر تحریراً بھیج دیجئے۔

اسلامی بہنوں کے دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

مئی 2025 / ذوالقعدۃ الحرام 1446ھ کے دینی کاموں کی کارکردگی

دینی کام			نیشنل	انٹرنیشنل	ٹوٹل
منسلک اسلامی بہنیں			1048666	75123	1123789
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات	تعداد اجتماعات		11406	1352	12758
	شرکائے اجتماعات		418974	25260	444234
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد		12412	1402	13814
	پڑھنے والیاں		110640	8937	119577
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں			762456	25862	788318
مدنی مذاکرہ سننے والیاں			148498	12291	160789
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں			118635	6394	125029
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل			109094	9040	118134
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)			34497	2281	36778

مئی 2025 میں اسلامی بہنوں کے 13 شعبہ جات میں ہونے والے کورسز و سیشنز کی مجموعی کارکردگی

مدنی کورسز / سیشنز	مقامات	شُرکا
	35104	278947

40 واں تحریری مقابلہ عنوانات برائے اکتوبر 2025

1. حضور کی فاروقِ اعظم سے محبت
2. یتیموں سے بدسلوکی
3. افواہوں پر کان نہ دھریں

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 20 جولائی 2025

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

فیضانِ صحابیات ٹنڈو آدم

الحمدُ للہ نگاہِ مرشد کی برکتوں سے دعوتِ اسلامی کے تحت اسلامی بہنوں کا مدنی مرکز بنام **فیضانِ صحابیات نزد حرا محمل بیوٹی پالر فاطمہ جناح اسکول والی گلی شاہ فیصل اسٹریٹ ٹنڈو آدم** کا باقاعدہ افتتاح 2023 میں ہوا۔

آفسز کی تعداد

فیضانِ صحابیات ٹنڈو آدم میں دو شعبہ جات کے آفسز قائم ہیں: (1) فنانس ڈیپارٹمنٹ (2) شعبہ گلی گلی مدرسۃ المدینہ

فیضانِ صحابیات ٹنڈو آدم میں ہونے والے دینی کام

- الحمدُ للہ فیضانِ صحابیات ٹنڈو آدم میں رہائشی کورسز اور مدنی مشوروں کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔
- روزانہ 2 بجے (چھوٹی بچیوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے لئے) گلی گلی مدرسۃ المدینہ لگایا جاتا ہے۔
- یہاں پر اسلامی بہنوں کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع بھی ہوتا ہے جس میں شریک ہو کر اسلامی بہنیں علمِ دین کے مدنی پھول حاصل کرتی ہیں۔
- بروز پیر صبح 9 بجے روحانی علاج کا بستہ لگایا جاتا ہے، جہاں پر دکھیاری اسلامی بہنوں کو روحانی علاج، کاٹ اور تعویذات و وظائف کی مفت سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ اللہ پاک فیضانِ صحابیات لاڑکانہ کو مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین







ib.darulsunnahpak@dawateislami.net